الحمد للہ کہ رسالہ نافعہ مسمیٰ

التبیان فی استھلال الصبیان

شرح حدیث

فیستھلّ صارخاً من مسّ الشیطان

از تصنیفات سیّد محمد احسن امروہوی

حسب الارشاد وہدایت بُنیاد حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ السلام
مسیح موعود ومہدی مسعود جناب میرزا غلام احمد صاحب
رئیس قادیان دارالامان درماہ جولای ۱۹۰۸ء

پہلا ایڈیشن

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان مین باہتمام
شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شایع ہوا

تعداد اشاعت ایکہزار

قیمت فی جلد . . . . ۱۰ امر

التبیان فی استہلال الصبیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
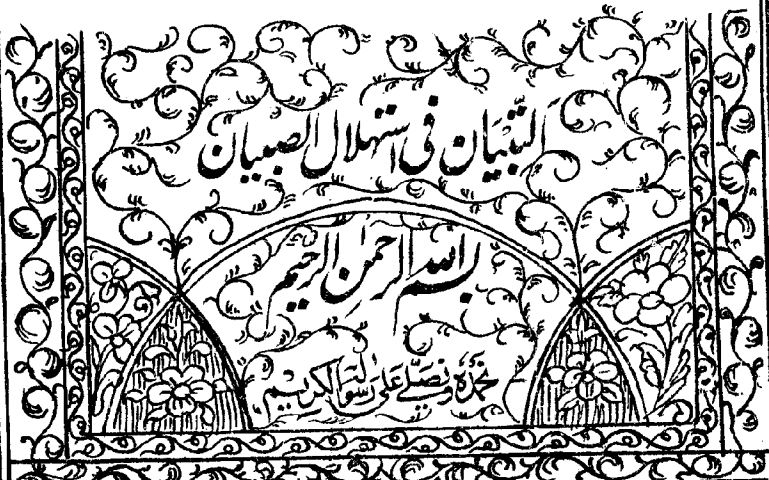
بعض رسایل کے مطالعہ کرنے سی معلوم ہوا کہ پنجاب کے بعض علماء مین آجکل حدیث ذیل صحیح بخاری کی نسبت ایسی فضول بحث ہو رہی ہے جو محض لغو اور عبث ہی کیونکہ جو بحث اس حدیث کی نسبت ضروری ہونی چاہئے تہی اسکی طرف فریقین مین سے کسی نے بہی توجہ نہین کی بلکہ ایک امر فضول مین باہم بڑا اختلاف ہو رہا ہے۔ گویا کہ اس آیت کے یہ علماء مصداق ہو رہے ہین۔

وقالت الیہود لیست النصارٰے علےٰ شیء وقالت النصاریٰ لیست الیہود علےٰ شیء وھم یتلون الکتاب ۱۳[۱] وہ حدیث یہ ہے عن النبی صلعم قال ما من مولود یولد الا والشیطان یمسہ حین یولد فیستھل صارخا من مس الشیطان الا مریم وابنہا ثم یقول ابوھریرۃ اقرءوا ان شئتم انی اعیذھا بك وذریتھا من الشیطان الرجیم [رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ ص ۳۵۳]

حاصل ترجمہ[۱] تمام مولود جو اس عالم سے اس عالم دنیا مین پیدا ہوتے ہین خواہ مریم ہو یا ابن مریم اس دنیا کے شیطان کا مس ان کو ہوا کرتا ہے بعض مولود تو اس مس سی متضرر ہوکر چیخنے لگتے ہین (یعنی بعض ایسے ہین جو متضرر نہین ہوتے اور نہین چیختے) مریم اور ابن مریم بہی منجملہ اونہین لوگون کے ہین جو مس شیطان سے متضرر ہوکر نہین چیخے ۔ پہر

۱؎ جو ترجمہ ہمنے اس حدیث کا لکہا ہے اگرچہ کسیقدر متبادر الفاظ کے خلاف ہی لیکن اس ترجمہ کے دلایل آیندہ آوینگے

ابوہریرہ کہتے ہین کہ اس عدم صریخ مریم اور ابن مریم کا سبب اثر اُسکی والدہ کی دعا کا ہے
کہ رَبّا اسد مین مریم اور اسکی ذریت کو شیطان مردود سے تیری پناہ مین دیتی ہون - ایک صاحب
تو یہ کہتے ہین کہ یہ قول ابوہریرہ رضا کا غلط ہے اور خطاء اجتہادی سے سرزد ہوا ہے
کیونکہ جو دعا والدہ مریم کی بعد ولادت اور بعد تسمیہ مریم عہ کے واقعہ ہوئی تھی جیسا کہ فرمایا
اسد تعالیٰ نے فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ
وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ترجمہ - پس جبکہ جنا اوسکو کہا کہ اے میرے پروردگار بیشک
مینے اسکو لڑکی جنا ہے اور اسد دانا تر اُس چیز کا ہے جسکو اُس نے جنا اور لڑکا تو لڑکی کی مانند
نہین ہو سکتا اور بتحقیق مینے نام اسکا مریم رکھا اور تحقیق مین اسکو اور اُسکی ذریت کو شیطان
مردود سے تیری پناہ مین دیتی ہون - اور دوسری پارٹی یہ کہتی ہے کہ ابوہریرہ رض صحابی
کی نسبت یہ قول کہنا خطائے بزرگان گرفتن خطا است کا مصداق ہے ہر دو فریق نے
اپنے اپنے دلایل اپنے ادعاوی پر قایم کر دیے ہین اور رسالجات طبع ہو رہے ہین - مگر
ان علماء کو اُس اعتراض کا کچھہ بھی خیال نہین آیا جو عیسائی لوگ تمام انبیاء اور خاص کر ہمارے
حضرت سید المعصومین صلعم پر اس حدیث کے ذیل مین وارد کرتے ہین اور وہ اعتراض یہ ہے
کہ تمام پیغمبر جتنے کہ اہل اسلام کے پیغمبر ہیں جو سید المرسلین صلعم ہین اس حدیث کے بموجب
مس شیطان سے محفوظ نہین رہے کیونکہ وہ سب کے سب بھی مولود بنی آدم مین داخل
ہین اور یہ فضیلت عدم مس شیطان کی سوائے حضرت عیسٰے اور انکی والدہ کے اور کسیکو
بھی حاصل نہین ہوئی - پس مسلمان جو اپنے پیغمبر کو سید المرسلین یا خاتم النبیین کہتے ہیں کس لئے
کہتے ہین انتہی - اگرچہ یہ حدیث تو ایسی نہین ہے کہ جس سے انبیاء اور مقربین الٰہی پر کسی
طرح کی ہتک ہوتی ہو - صرف مخالفین اسلام کی غلط فہمی ہے جو اس حدیث سے انبیاء علیہم
السلام پر کوئی اعتراض کیا جاوے جیسا کہ آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ واضح ہو جاویگا مگر کتب تفاسیر

مثل معالم اور تواریخ مثل طبری وغیرہ مین بعض ایسے ایسے قصے کہانیان بنی اسرائیل سے لیکر درج کر دی گئی ہین جن سے بڑے بڑے انبیا مثل حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور حضرت عیسے علیہم السلام وغیرہم کی نسبت کفر و شرک اور زنا اور فسق و فجور وغیرہ تمام فحشاء اور منکرات شرعیہ کا ارتکاب کرنا لازم آتا ہے نعوذ باللہ من ذالک - افسوس کہ ہمارے مخالف علماء کو اس فتنہ کے رد کرنے کیطرف ذرہ بھر ابتک توجہ نہین ہوئی لغو اور فضول ابحاث مین اپنی تمام عمر کو صرف کر دیتے ہین لیکن دامن انبیاء کی تطہیر اور تنزیہ کی طرف توجہ نہین کرتے - مع ہذا ان تفاسیر اور تواریخ اسرائیلی کی روایات موضوعہ کی بنا پر جس کو کالوحی من السماء اعتقاد کرتے ہین ہماری تکفیر اور فتوہائے قتل کے دینے پر ایسے مستعد اور آمادہ ہین کہ تمام عبادتون مالی اور جانی سے اس شغل کو افضل سمجھتے ہین - خیر ہکو تو ایسی روایات اسرائیلی کی کچھ پروا نہین ہے کیونکہ ہم تو ایسی روایات موضوعہ اور اسرائیلیات کو خواہ وہ کسی کتاب مین ہون درصورت مخالفت نصوص کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے تسلیم نہین کرتے - جو علماء ایسی کتابون کی روایات موضوعہ کو کالوحی من السماء سمجھتے ہون وہ جانین اور مخالفین اسلام جانین - مگر حدیث مذکورہ جو صحیح بخاری کی حدیث ہے جس سے اپنی غلط فہمی سے عیسائی وغیرہ تمسک کر کرا عتراض غلط اور محض بیجا کرتے ہین بحولہ و قوت تعالیٰ اس حدیث کی شرح کیطرف ہم توجہ کرتے ہین - ایاک نعبد و ایاک نستعین یعنے ہم تیری ہی بندگی کرتے ہین اور تجھی سے مدد مانگتے ہین

اولاً ہم اختلاف الفاظ اس حدیث کو لکھتے ہین سو واضح ہو کہ دوسرے الفاظ حدیث کے صحیح بخاری ہی مین اس طرح پر ہین حدیث دوم کل بنی آدم یطعن الشیطان فی جنبیہ باصبعہ حین یولد غیر عیسے بن مریم ذھب یطعن فطعن فی الحجاب (صحیح بخاری باب صفۃ ابلیس و جنودہ) ترجمہ - تمام بنی آدم کو جبکہ وہ پیدا ہوتے ہین شیطان اپنی انگلی سے انکی پسلیون مین چوکا دیتا ہے سوائے عیسیٰ بن مریم کے اسکو بھی

چوکا دینے کو گیا تو اُسکے حجاب مین یعنے مشیمہ مین (جو ایک جھلی بچہ پر لپٹی ہوئی ہوتی ہے) چوکا دیا۔ حدیث سوم فتح الباری مین ہے ووقع فی روایۃ معمر عن الزہری عند مسلم الا نخسہ الشیطان ۔ بنون وخاء معجمہ۔ ثم مہملہ یعنی مسلم مین جو معمر کی روایت زہری سے ہے اُس مین الا نخسہ الشیطان وارد ہے نخس کے معنی چوکا دینے کے ہین۔ اور نیز اُسی مین ہے۔ حدیث چہارم کل بنی آدم قد طعن الشیطان فیہ حین ولد غیر عیسے وامہ جعل اللہ دون الطعنۃ حجابا فاصاب الحجاب ولم یصبہما والذی یظہر لے ان بعض الرواۃ حفظ ما لم یحفظ الآخر والزیادۃ من الحفاظ مقبولۃ واما قول بعضہم یحتمل ان یکون من العطف التفسیری والمقصود الابن کقولک اعجبنی زید وکرمہ فہو تعسف شدید۔ "ترجمہ سب بنی آدم کو وقت اُسکی ولادت کے شیطان نے چوکا دیا ہے سوائے عیسٰے اور اُسکی ماکے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسکے چوکا دینے کے ورے ایک پردہ قایم کر دیا اور وہ چوکا اُسکا اُس پردہ پر پہنچا اور اُن دونون تک نہ پہنچا مصنف فتح الباری کے کہتے ہین کہ ان روایات مختلفہ کے جو معنے مجھہ کو ظاہر ہوئے ہین وہ یہ ہین کہ بعض راویون کو وہ لفظ یاد نہین رہے جو دوسرون نے یاد رکھے اور زیادت حفاظ حدیث کی مقبول ہوا کرتی ہے اور بعض نے جو کہا ہے کہ لفظ اُم کا عطف تفسیری ہے اور مراد اس سے ابن ہی ہے یہ تاویل محض تکلف ہے۔ فتح الباری سے اس قدر تو معلوم ہو گیا کہ وہ الفاظ حدیث کے جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے تھے وہ بعض رواۃ کو محفوظ نہین رہے ہین وجہ مضمون حدیث مین اختلاف ہو گیا ہے کیونکہ فطعن فی الحجاب سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے حضرت عیسیٰ ع کو بھی حجاب مین چوکا دیا اور فاصاب الحجاب سے بھی وہی مطلب مفہوم ہوتا ہے لیکن فلم یصبہما سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے چوک دینے سے صدمہ اُنکو نہ پہنچا۔ اور نمبر دوم حدیث مین خاص اور صرف عیسٰی ہی کا ذکر ہے اور نمبر اول و چہارم مین مریم اور ابن مریم دونون کا ذکر ہے۔

پس جبکہ خود ایک ہی حدیث کے الفاظ اور اُس کے مضمون میں ایسا اختلاف[1] واقع ہوا ہے
اگرچہ صحیح بخاری کی حدیث ہو پہر وہ حدیث کیونکر مخالف قطعیات کے متمسک بہا ہو سکتی ہے
اذا تعارضا تساقطا قضیہ مسلمہ ہے۔ مگر یہ بات ہم بموجب غلط فہمی مخالفین کے
کہتے ہین ورنہ بموجب صحیح معنے حدیث کے کوئی اعتراض حدیث بخاری پر وارد نہین
ہوتا۔ اور خلاصہ کلام یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ جس طرح مریم اور ابن مریم کا استثنا خود اس حدیث
مین موجود ہے اگر دوسرے دلایل شرعیہ سے اور بہی مستثنیات اس کلیہ سے ثابت ہو
جاوین تو وہ بھی اِس حکم سے مستثنے رہین گے ---- کیونکہ کلیات شرعیہ اکثر یہ
ہوا کرتی ہین اُن مین ایسی کلّیت نہین ہوتی جس سے کوئی فرد مستثنے نہ ہو سکے خصوصًا
جبکہ دلایل استثنا کے موجود ہون پس اکثر ایسے حصر اضافی ہوا کرتے ہین یہ نکتہ ضرور بالضرور
یاد رکھنا چاہئیے۔ جیسا کہ آیندہ واضح ہوگا۔ اب ہم کہتے ہین کہ اگرچہ بعض اکابر علماء مفسرین
وشارحین حدیث نے اِس حدیث کی صحت مین توقف کیا ہے جیسا کہ ہم نے بہی اختلاف الفاظ
واختلاف مضمون حدیث سے متوقف الصحت ہونا حدیث کا ظاہر کر دیا ہے لیکن ہم بحولہ
وقوتہ تعالی اِس حدیث مختلفۃ الالفاظ کے مضمون مشترک کو صحیح مان کر جواب دیتے ہین۔
اوّلاً واضح ہو کہ اصل مین یہ حدیث واسطے ذب کرنے اُن مطاعن یہود کے وارد ہوئی
ہے جو مریم اور ابن مریم کے حق مین وے طرح طرح کی تہمت ناجایز لگاتے تہے اور اول حصہ
اِس حدیث کا واسطے کل اُن مولود بنی آدم کے فرمایا گیا ہے جو ما مورین من اللہ کی تکذیب
کے بانی مبانی ہون یا اُن کے توابع اور ذریات ہون خواہ قبل حضرت عیسے کے گذر گئے
ہوں یا حضرت عیسے کے وقت کے ہوں یا بعد عیسےؑ کے قیامت تک آوین یہ مکذبین
سب کے سب اِس باب مین متساوی الاقدام ہین مثل مشہور ہے کہ الکفر ملۃٌ واحدۃ
الحاصل جملہ مکذبین اعداء مرسلین کا استہلال صارخًا من مس الشیطان ہی ہوا کرتا
ہے کمی بیشی شدتِ صراخ مین کچھہ تفاوت ہو تو ہو یہ امر علیحدہ ہے۔ پس اِس جملہ اوّل

[1] تفسیر ابن جریر اور در منثور مین اختلاف الفاظ اس حدیث کا قریب چودہ طرح کے وارد ہوا ہے م منہ

حدیث مین بہی یہ حصر اضافی ہی ہے - اور دوسرے حصے اِس حدیث سے یعنی مریم اور ابن مریم
سے وہ تمام باسورین آلہی مراد ہین جو مریم اور ابن مریم کے صفات پارسائی مین شریک ہین
اگرچہ یہ قول ہمارا ابہی تک برنگ دعوے ہی کے ہے لیکن آیندہ ہم اِس دعوی کو متعدد
دلایل اور قراین قویہ سے ثابت کرینگے انشاءالله تعالیٰ - ہان یہان پر اتنی بات خوب یاد
رکھنی چاہیئے کہ اطلاق اسم الشیء علی مایشابهه فی اکثر خواصه وصفاته جائز
حسن - تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ٦٨٩ یعنی استعمال کرنا کسی چیز کے نام کا ایسی چیز پر کہ اکثر خواص اور
صفات مین پہلی چیز کی مانند ہے جایز اور بہت خوب ہے - اب سمجہو کہ مخبر صادق صلی الله
علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ اِس صنف کے کل شریر و بدذات مولود بنی آدم کا استہلال ایک
چیخنے کے ساتھ ہوا کرتا ہے جو کہ مس شیطان سے واقع ہوتا ہے مگر مریم اور ابن مریم اور
اُن کے امثال کا استہلال اس صراخ کیساتھ نہین ہوا جو مس شیطان سے ہوتا ہے جسکو
نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ فیستهل صارخًا من مس الشیطان فی الجملہ ادہر تو ایک فریق
مولود بنی آدم کا ہے جو شریر اور بدذات ہوتا ہے اور حدیث کے اول فقرہ مین بقرینہ تقابل
مریم و ابن مریم بہی فریق مراد ہے - اور دوسرا فریق بنی آدم کا وہ ہے جو مصداق اُن صفات
کا ہے جو الله تعالیٰ نے آیات ذیل مین بیان فرمایا ہے کہ انهم کانوا یسارعون فی الخیرات
ویدعوننا رغبًا ورهبًا وکانوا لنا خاشعین والتی احصنت فرجها فنفخنا
فیها من روحنا وجعلناها وابنها اٰیة للعالمین اِنّ هٰذه امتکم اُمّة واحدة
وانا ربکم فاعبدون یعنی بیشک یہ لوگ نیک کام کو دوڑ کر کیا کرتے تہے اور ہم کو توقع
اور ڈر سے پکارا کرتے تہے اور ہمارے روبرو عاجزی کرنیوالے تہے اور اُس عورت کو بہی
یاد کرو جس نے اپنے ستر کو پارسائی سے محفوظ رکہا پہر اُسمین ہمنے اپنی روح پہونک دی
اور اُسکو اور اُسکے بیٹے کو تمام جہان کیلئے ایک نشان بنایا بیشک یہ لوگ تمہاری گروہ مین ہمکو ایسے
جو ایک ہی اُمت ہے اور مین تمہارا رب ہون پس تم سب میری ہی عبادت کرو - اس گروہ کا

استہلال صارخًا من مس الشیطان نہین ہوتا کیونکہ معنے صُراخ کے چیخنے اور چنگہاڑنے کے
ہین اور ظاہر ہے کہ چیخنا اور چنگہاڑنا بالفاظ مہملہ بے معنی ہی ہوا کرتا ہے۔

توضیح ولادت کیوقت استہلال کل مولود بنی آدم کیا کرتے ہین خواہ وہ اولیاء الرحمٰن ہون
یا اولیاء الشیطان مگر دونون کے استہلال مین فرق بعد المشرقین کا ہوتا ہے کیونکہ اولیاء
الرحمٰن کا استہلال صراخ بے معنی نہین ہوا کرتا بلکہ الفاظ بامعنے کے ساتھ منجانب اللہ
ہوتا ہے صدق اللہ تعالیٰ اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ یعنی بولایا ہمکو اُس پاک
ذات اللہ تعالےٰ نے جس نے ہر ایک چیز کو اپنی تسبیح کے ساتھ باطن مین نطق دیا ہے۔
ہان انکا استہلال مناسب حال اُن کے ترقیاتِ آئندہ کے ہوا کرتا ہے جس سے مقربین الٰہی
انکی ترقیات آئندہ کو سمجھ لیا کرتے ہین جیسا کہ فوج کے سوار یا پیادے بلکہ اُن کے گھوڑے
اور خچر بھی آواز بگل سے مقاصد اور اصول موضوعہ فوج کو پہچان جایا کرتے ہین باوجودیکہ
یہ آواز بگل کی دوسرے غیر سدھے ہوئے لوگون کے لئے بمنزلہ الفاظ مہملہ کے ہوتی ہے
شعراء نے بھی اپنے قصاید اور کتب اور خُطب کے اوایل مین صنعت براعت الاستہلال کی قایم
کی ہے جس سے مقاصد مہتمہ مندرجہ قصیدہ وغیرہ کا حال جو آئندہ آنیوالا ہوتا ہے معلوم ہو جاتا ہے
اللہ جلشانہٗ نے بھی ایلاف اور ایناس اپنے بندون کے لئے سُور قرآن مجید کے اوایل
مین اس صنعت براعت الاستہلال کا استعمال فرمایا ہے۔ کہین حروف مقطعات سے اور کسی
جگہ اوایل آیاتِ سورتون سے دیکھو **التبیان فی تفسیر مقطعات القرآن** کو
حضرت مخبر صادق سید المرسلین صلعم نے اولیاء الشیطان کے استہلال کو جو صارخًا من
مس الشیطان کا مصداق ہوتا ہے اُنکی آئندہ آنیوالی شرارتون کی علامت مقرر فرما دی ہے
اور اولیاء الرحمٰن کا استہلال منجانب اللہ ہوا کرتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے احوال وقت ولادت باسعادت مین شفاء قاضی عیاض وغیرہ اور اُس کی شرح ملا علی قاری مین
لکھا ہے کہ حضرت اُم عبد الرحمٰن بن عوف کہتے ہین کہ جب حضرت سید المرسلین خاتم النبیین

صلے اللہ علیہ وسلم بوقت تولد میرے دونون ہاتہون پر ساقط ہوی اور مین نے آپ کو اپنے دونون ہاتہون پر لیلیا تو آپ کا استہلال یہ تہا کہ آپ کو چہینک آئی اور آپ نے الحمد للہ پڑہا اور پہر فرشتۂ غیبی نے جواباً یہ آواز دی کہ یرحمک اللہ یا رحمک اللہ حکمت الٰہی ایسے استہلال اور اسکے جواب رحمک اللہ مین یہ تہی کہ پیدا ہوتے ہی آپ کی علو شان اور ظہور برہان جو آیندہ زمانہ مین ہونے والی تہی حاضرین وسامعین کو اسکی طرف منجانب اللہ ایذان اور اعلام ہوجاوے اور آپکا استہلال عبث اور بےمعنی واقع نہ ہووے۔ عبارت شفائے قاضی عیاض کی معہ شرح ملا علی قاری کی یہ ہے وفی قول الشفا ام عبد الرحمن بن عوف لما سقط صلعم علی یدی واستہل بان عطس وقال الحمد للہ بدلیل قولہا سمعت قایلا یقول رحمک اللہ انتہیٰ موضع الحاجۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چہینک کا آنا اور الحمد للہ کا تلاوت کرنا اس امر کیطرف اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرر مس شیطان کا مس وقت پہنچا نہ آئندہ پہنچیگا اور اسی لئے آپ کا استہلال چہینک کے ساتہہ ہوا اور آپ کی زبان مبارک سے الحمد للہ نکلا اور اللہ تعالی کیطرف سے جو جواب رحمک اللہ آیا اسکا ستر یہ تہا کہ علم الٰہی مین یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ اللہ تعالی کی صفت رحمانیت اور رحیمیت بہرحال آپ کے شامل حال رہیگی اور ضرر مس شیطان سے آپ ہمیشہ محفوظ رہینگے چنانچہ شفائے قاضی عیاض مین چند احادیث اسبارہ مین لکہی ہین منجملہ اُن کے یہ حدیث ہے عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن وقـــــــرینہ من الملایکۃ قالوا وایاک یا رسول قال وایای ولکن اللہ تعالی اعانی علیہ فاسلم دوسری روایت مین ہے فلا یامرنی الا بخیر یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سب کیلئے ایک اسکا ہمنشین جنات مین سے موکل کیا گیا ہے اور دوسرا ہمنشین فرشتون مین سے صحابہ نے عرض کیا کہ اور آپ کیلئے یا رسول اللہ فرمایا میرے لئے بہی ہے مگر اللہ تعالی کی اعانت نے مجہہ کو اُسپر غالب کردیا پس وہ مسلمان فرمانبردار ہوگیا ہے

یا میں اُس کے شر سے سلامت رہتا ہوں اور سوائے نیک کام کے میرے لئے کوئی امر
پیش نہیں کرتا۔ اور حضرت آدم کی نسبت بھی وارد ہوا ہے کہ جب آپ کی روح بعض اعضا
میں پہنچی تو آپ کو چھینک آئی اور آپ نے الحمد للہ پڑہا (رواہ ابو نعیم فی الدلایل) اب ان
آنحضرت صلعم کے استہلال اور حضرت آدم کے استہلال میں بموجب اس روایت کے اس قدر
فرق معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلعم کے استہلال کیوقت جو چھینک آنے پر آپ نے الحمد للہ
کہا اُسکے جواب میں اللہ تعالی کیطرف سے یرحمک اللہ جواب آیا اور حضرت آدم کے استہلال
میں یرحمک اللہ جواب مذکور نہیں ہوا ہے۔ اور ہمنے اکثر بچوں کے استہلال کو سُنا ہے
کہ اُن کے استہلال میں لفظ اَللہُ اَکبَر کا صاف طور پر نکلتا ہے اور بعض بچوں کے
استہلال میں ایک صوت یعنی مثل آہ و فریاد کے ہی ہوتی ہے اور نہایت شدت کے ساتھ
ہوتی ہے جو صارخا من مس الشیطان کے مصداق ہو جاتی ہے اور اسکی نسبت مخبر
صادق صلعم فرماتے ہیں کہ تمام مولود جو بحالت بلوغ و تمیز کے مکذبین حق ہوئے یا آیندہ ہونگے
وہ سب کے سب بوقت ولادت صراخ بے معنی کیا کرتے ہیں یعنی انکا استہلال صارخا من مس الشیطان
ہوا کرتا ہے سوائے مریم اور ابن مریم اور اُن کے امثال کے **توضیح** مولود بنی آدم سے مراد
حصر اضافی کا لینا اور مریم اور ابن مریم سے مراد وہ اور اُنکی امثال لینا دلایل قویہ اور قراین
یقینیہ سے ثابت ہے جو دلایل مقابلہ عیسائیاں ہی یہاں پر لکھی جاتی ہیں دیکھو انجیل
متی ۱۲/۳۸ تب بعضے فقیہوں اور فریسیوں نے جواب میں کہا کہ اے اُستاد ہم تجھ سے
ایک نشان دیکھا چاہتے ہیں (۳۹) اُس نے اُنہیں جواب دیا اور کہا کہ اس زمانہ کے
بدکار اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈہتے ہیں پر یونس نبی کے نشان کے سوا
کوئی نشان اُنہیں دکھایا نہ جائیگا۔ ایضاً یوحنا ۸/۴۴ تم اپنے باپ شیطان سے ہو اور
چاہتے ہو کہ اپنے باپ کی خواہش کے موافق کرو۔ غرضکہ یہ امر انجیل پڑھنے والوں پر
واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی مکذبین کو کہیں شیطان کا بیٹا اور کسی جگہ شیطان کو انکا

باپ فرمایا ہے اور کہین اون کے لئے بدکار اور حرامکار لقب عنایت کیا ہی اور کہین سانپون کا بچہ ارشاد فرمایا ہے اور سانپ سے مراد تمام بائبل مین شیطان ہی لیا جاتا ہے - دیکھو باب سوم پیدائش کا اول سے آخر تک - اب ہم دریافت کرتے ہین کہ اگر ان مکذبین کی ولادت مین مس شیطان کا وہ حصہ نہین تہا جسکو ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایسے بدذاتون کیلئے فیستہل صارخا من مس الشیطان فرمایا ہے تو پہر حضرت عیسےٰ نے ان بدذاتون کو ایسی مغلظات گالیان کیون دین اگر ان کی ولادت مین کوئی حصہ مس شیطان مندرجہ حدیث کا نہین تہا تو پہر حضرت عیسیٰ ایسی گالیون کے دینے سے مستحق حد قذف کے ہوئے جاتے ہین دیکہو استثنا باب ۲۲ ورس ۱۳ وغیرہ کو پس ضرور حضرت عیسیٰ کو انکی ولادت کا حال الہاماً یا کشفاً معلوم ہوگیا ہوگا - پس بوقت ولادت کے بہی مس شیطان سے وہ کیونکر محفوظ رہ سکتے تہے جو حدیث مذکورہ کا منشا ہے اور یہ تو ہو نہین سکتا کہ صرف مکذبین حضرت عیسیٰ ہی کے بدذات ہون اور دیگر مامورین الٰہی کے مکذبین بدذات نہون کیونکہ قد تشابہت قلوبہم وارد ہے اور اکفارکم خیر من اولٰئکم بہی فرمایا گیا ہے اور الکفر ملۃ واحدۃ قضیہ مشہورہ ہی اور لا نفرق بین احد من رسلہ بہی ارشاد ہوا ہے اور ایک قرینہ اس حصر اضافی کے لینے کیلئے یہ بہی ہے کہ وہ مولود بمقابلہ مریم اور ابن مریم کے واقع ہوا ہے یہ تقابل بہی مقتضی اس امر کا ہے کہ اس مولود سے وہ مولود مراد ہو جو مریم اور ابن مریم کے مخالف ہو اندرین صورت استثنا یہان پر منقطع ہوگا یعنی مریم اور ابن مریم جنس مستثنےٰ منہ سے نہین ہے اور مریم اور ابن مریم سے بحکم آیت ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ کے اگلے پچہلے تمام مامورین الٰہی مراد ہین نان تخصیص مریم اور ابن مریم کی اس لئے فرمائی گئی ہے کہ ان پر وہ تہمتین ناجائز بدکاری اور حرامکاری کی نعوذ باللہ لگائی گئی نہین جو کسی مامور الٰہی پر اس کی امت نے نہین لگائین **تنبیہ** یہان پر ایک امر ضروری بہی یاد رکہنا چاہئے وہ یہ ہے کہ جو مکذب

باقی رسانی تکذیب کا ہو اور کلام نبوت یا قرآن مجید میں اسکی نسبت ایسے الفاظ بدذات وغیرہ
کے آ گئے ہوں جیسا کہ قرآن مجید میں لفظ زنیم کا ہے تو ہم اسکی نسبت البتہ کہہ سکتے ہیں
کہ اسکی ولادت میں شیطانی حصہ ہے اور اسکا صراخی استہلال بوقت ولادت کے من مس الشیطان
کیسا ہی واقع ہوا ہے جو فیستہل صارخاً من مس الشیطان کا مصداق ہے اور یہ بھی یاد رکھنا
چاہیئے کہ مولود کی ولادت میں حصہ شیطان چند طرح سے ہوتا ہے۔ زنا سے اس جماع سے جو
خلاف رسمی نواہی امر شرع شریف کے ہو اور پھر اسکے مدارج متعدد اور مختلف ہیں بلحاظ
کثرت وقلت ممنوعات شرعیہ متعلق جماع کے اور والدین یا احدہما کے ارتکاب شرک و
بدعات اور دیگر معاصی وغیرہ کے بھی حصہ شیطانی ولادت مولود میں ملجاتا ہے کما قال
اللہ تعالیٰ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ اس بیان سے ثابت ہوا کہ مولود کی ولادت میں
حصہ شیطانی کا شمول صرف زنا ہی سے نہیں ہوتا بلکہ دیگر اسباب بھی موجب اسکے ہیں کہ دخل شیطانی
مولود کی ولادت میں ان سے ہو سکتا ہے پس کسی مکذب کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسکی
ولادت میں فلان سبب سے حصہ شیطانی شامل ہے جبتک قطعی طور سے خواہ بذریعہ کلام نبوت کے
یا مشاہدہ وغیرہ سے اس سبب کا حال معلوم نہ ہو ہاں زنا ایک ایسا کبیرہ گناہ ہے کہ اسکا ضرر
زچہ اور بچہ دونوں میں پیدا ہو جاتا ہے اور آثار رشد اور سعادت کے اکثر اسمیں مفقود ہو جاتے
ہیں اور شقاوت کے آثار اسمیں نمودار ہو جاتے ہیں اور بحکم الشقی من شقی فی بطن امہ کے بوقت
ولادت کے ایسے مولود کا استہلال بھی صارخاً من مس الشیطان ہوتا ہے جسکے معنی چیخنے اور [illegible]
ہیں کما قال اللہ تعالی ان انکر الاصوات لصوت الحمیر اور اسی لئے ایسے بدذاتوں کو حمار کے
ساتھ تشبیہ دی ہے کمثل الحمار یحمل اسفارا بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیات اللہ
واللہ لا یہدی القوم الظالمین۔ **تبصرہ** اب خلاصۃ المقال یہ ہے کہ چونکہ شیطان
انسان کا بڑا دشمن ہے کہ علاوہ وساوس کے دل میں ڈالنے کے امراض جسمانیہ اور آلام بدنیہ کے لاحق
ہونیکے لئے بھی بڑی خواہش رکھتا ہے اور اسمیں کوشش کرتا رہتا ہے تاکہ اللہ تعالی کی عبادت کی بجا آوری

مین کیطرح اُس سے کوتاہی واقع ہوجاوے اسلئے کتاب اللہ اور سنت نبویہ مین امرض کی سناد
شیطان کیطرف بہی مجازاً کی جاتی ہے اگرچہ وہ اسکا فاعل نہین ہے جیساکہ حضرت ایُّوب
کے حالات مین فرمایا گیا ہے کہ واذکر عبدنا ایّوب اذ نادیٰ ربہ انی مسّنی الشیطان
بنصب وعذاب یعنے یادکرو تم ہمارے بندے ایوب کو جبکہ پکارا او نہون نے اپنے رب
کو کہ تحقیق چہوا ہے مجہہ کو شیطان نے ساتہہ تکلیف اور عذاب کے یعنے اُسکی خواہش کے مطابق
مجہہ کو الم بدنی اور عذاب جسمانی پہنچ گیا ہے پس اسلئے ہوسکتا ہے کہ مس شیطان مندرجہ حدیث
سے الم جسمانی مراد ہو اندرین صورت استہلال صارخا من مس الشیطان دو قسم کا ہوگیا ایک
تو وہ کہ مولود کی آیندہ شرارتون کیلئے علامت ہوجاوے اور دوسرا وہ کہ صرف الم جسمانی کے
سبب سے بوقت ولادت اوسکا صراخ واقع ہو اسلئے یہ صراخ بے معنی بوقت استہلال کے
علامت ظنی مولود کی آیندہ شرارتون کی البتہ ہوگئی نہ قطعی علامت اور اللہ تعالیٰ کی صفت ستاری
کا بہی ایسا ہی کچہہ مقتضا ہے اِسلئے کوئی انسان مجاز نہین ہے کہ سوا اُس شخص کے جس کو
انبیا علیہم السلام نے اپنے کشف یا الہام کے رو سے بدذات یا حرامکار فرمادیا ہو کسی اور کی
نسبت یہ الفاظ استعمال کرے۔ ہان اگر کسی اور وجہ سے کسیکا بدذات ہونا بالعلم الیقینی معلوم
ہوگیا ہو تب بہی یہ الفاظ مناسب محل پر استعمال ہوسکتے ہین والا فلا کیونکہ موجبات صراخ مولود کے
جو مس شیطان سے واقع ہو مختلف اور متعدد ہوگئی جن کے سبب یہ علامت ظنی ہوگئی ہے اور ظنیات
پر کوئی حکم قطعی نافذ نہین ہوسکتا۔ اِسلئے ہر ایک شخص ایسے مولود کیلئے جس کا استہلال صارخاً من
مس الشیطان کا مصداق ہو ایسے الفاظ کے استعمال کا مجاز نہین ہوسکتا فتدبروا ولا تکن من
انشاء اللہ تعالیٰ ۔
الغافلین آیندہ بہی کسیقدر اِسکی تفصیل احادیث سے آویگی
اب واضح ہوکہ ایسے مکذبین اشرار کو بدکار اور حرامکار یا شیطان کے بچے یا شیطان کو اُنکا
باپ کہنا صرف اناجیل سے ہی ثابت نہین ہے بلکہ عہد عتیق سے ہی انبیاء کیطرف سے
ان الفاظ کا استعمال ایسے اشرار کی نسبت ثابت ہوا ہے دیکہو یشعیا نبی کی کتاب ۵۷/۳و۴ مین لکہا ہے

اے جادوگرنی کے بیٹو اے زانی او چھنال کے بچو (۴) تم کس شخص پہ ٹھٹھے مارتے ہو
کس پر اپنا موںہہ پسارتے ہو اور جیبہ نکالتے ہو کیا تم باغی لڑکے اور دغاباز نسل نہین ہو۔
اگرچہ ایسے الفاظ کا نقل کرنا ہمکو بہت مکروہ معلوم ہوتا ہے مگر بحکم نقل کفر کفر نباشد کے واسطے
اسکات اہل کتاب کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہین الحاصل اگر ان ٹھٹھا کرنے والون مین وہ مس
شیطان نہین تہا جو حدیث مین مذکور ہے تو انکو قحبہ او چھنال کا بچہ حضرت یشعیا نبی کیون کر
فرما سکتے تہے کہ اندرین صورت مستحق حد قذف کے ہوجاتے دیکھو کتاب استثنا ۲۲ / ۱۳
اور یہ امر تو ظاہر البطلان ہے کہ یسعیا نبی کے وقت کے مکذبین تو ضرور ہی ایسے اور ویسے ہون
اور دیگر مکذبین کے حق مین مس شیطان کا وہ حصہ موجود نہ ہووے جو حدیث مین مذکور ہے
کیونکہ جب علت موجود ہوجاتی ہے تو معلول بہی اسکا بالضرور موجود ہوجاتا ہے مگر یہان
پر چونکہ علتین متعدد ہین اسلئے معلول بہی مختلف ہوگا۔ علاوہ برین اس کے لئے دلیل نقلی
بہی موجود ہے قال اللہ تعالیٰ اکفارکم خیر من اولئکم ام لکم براءۃ فی الزبر
پس ثابت ہوا کہ حضرت آدم سے لیکر قیامت تک کے مولود جو با مورین اللہ کی تکذیب کے
بانی مبانی ہوے یا اب ہوتے ہین یا ہووینگے ان سب مین وہ حصہ مس شیطان کا موجود ہونا
ہے جو حدیث مین مذکور ہوا ہے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی جو محض باطل ہے پس
جو لوگ کہ اپنی آخر عمر تک۔ بانی مبانی تکذیب کے رہے ہون وہ بالضرور خبیث اور شیطانی روح
ہوتے ہین خواہ اون مین حصہ شیطانی بسبب سفاح کے شامل ہوگیا ہو یا بسبب شرک و کفر
واکل حرام وغیرہ کے انمیں شمول اسکا ہوا ہو ہان اسکے درجات کمی بیشی مین مختلف ہونگے
قد جعل اللہ لکل شیءٍ قدرا۔ صدق اللہ تعالیٰ ما کان اللہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم
علیہ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب ۴/۹ اللہ تعالیٰ ایسا نہین ہے کہ مومنین کو اس حال مشتبہ
پر چھوڑ دیوے جس پر تم ہو حتے کہ خبیث کو طیب سے متمیز نہ کر دیوے۔ الحاصل حضرت
مخبر صادق نبی کریم صلعم نے باعلام الٰہی ایسے خبیثون کیلئے ابتداء ولادت ہی سے ایک ایسی

خیانت کا پتہ جو آیندہ اُن سے سرزد ہونیوالی ہے بقرائن معلوم ہوجاوے اور چونکہ حضرت عیسیٰ اور
مریم کو تہمتیں ولد الزنا اور زنا کی نعوذ باللہ خلاف نفس الامر لگائی گئی تہین لہذا اللہ تعالے
نے اُن کے استہلال کا حال بہی بڑے شد و مد سے بیان فرمایا ہے کیونکہ جب حضرت
مریم کی بابت اس تہمت زنا کے خیال کیوجہ سے یہان تک انتہا کو پہنچی کہ بوجہ شرم وحیا کے
بوقت تولد عیسیٰ زار زار رو کر اُن سے اُن کا یہ مقولہ دعائیہ صادر ہوا کہ یا لیتنی مت
قبل ہذا وکنت نسیا منسیا تو حضرت عیسیٰ کیطرف سے یہ استہلال صادر ہوا کہ فناداہا
من تحتہا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا آخر آیت تک اور اس شد و مد سے
استہلال کی ضرورت اسلئے واقع ہوئی کہ اس امت محمدیہ میں بہی ایک مریم اور ابن مریم روحانی طور پیدا ہونے
والا تہا جو اول اول مریمی صفت کے ساتہ متصف ہوکر وہ مریم ہوگا اور بعد مریم ہوجانے کے
جب نفخ روح من جانب اللہ اسمین ہوگا تو وہ ابن مریم بیٹے جیسے ہوجاویگا چنانچہ ایسا ہی
کچہ واقع ہوا کچہہ ترتیب الہامات کو جو بمنزلہ استہلال روحانی کے ہین کہ انک الیوم لدینا
مکین امین اول الہام بطور استہلال روحانی کے ہے اور یا مریم اسکن انت وزوجک
الجنۃ و یا عیسیٰ انی متوفیک وغیرہ الہامات بہی موجود ہین جو بمنزلہ استہلال روحانی کے ہین۔
پس اسلئے واسطے تنبیہ آخری اُمت محمدیہ کے اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ کے استہلال کو ایک
کلام مفصل بیان کیا ہے تاکہ مریم اور ابن مریم روحانی آیندہ الی اُمت محمدیہ کی براءت کذب وافترا سے
بخوبی ثابت ہوجاوے کہ جس طرح پر مریم اور ابن مریم اس تہمت ناجائز سے پاک وصاف تہے اسی طرح
پر مریم اور ابن مریم امت محمدیہ کا تہمت افترا سے پاک وصاف ہے کیونکہ اسمین بہی جو نفخ روح ہوا ہے
وہ صرف اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہے نہ شیطان کیطرف سے اس خیال افترا کے رد کرنیکی ضرورت
اسلئے واقع ہوئی کہ جیسے یہود کے خیال مین یہ امر جائز نہین تہا کہ بغیر باپ کے کوئی فرزند کیونکر
پیدا ہوسکتا ہے اسی طرح پر اس وقت کے مخالفین کے اذہان مین یہ امر مرکوز تہا کہ اس زمانہ
مین کسی ولی کو بہی نفخ روح و وحی منجانب اللہ ہو ہی نہین ہوسکتی اور خصوصاً جبکہ ایک شخص کسی

پہر یا ولی سے بیعت بہی نہ ہوا ہو اور اسکا باپ روحانی بہی کوئی نہ ہو اس امر کو محالات سے
سمجہنے تہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے قصہ مریم اور ابن مریم کو بیان فرماکر ایک اشارہ لطیف اس
طرف فرمادیا کہ دیکہو جس طرح عیسےٰ بغیر باپ جسمانی کے ہماری قدرت کاملہ سے پیدا ہوا تہا اوسی طرح
عیسےٰ امت محمدیہ مین بغیر باپ روحانی کے خاص ہمارے نفخ روح کیساتہہ مبعوث ہوا ہے تم مریم اور
ابن مریم روحانی امت محمدیہ سے کیون تعجب کرتے ہو۔ اگر کوئی کہے کہ کجا تولد جسمانی اور کجا تولد
روحانی تو جواب اسکا یہ ہے کہ انجیل کی روسے تو بغیر تولد روحانی کے خدا کی بادشاہت سے کسی
کو کچہہ بہی حصہ نہین ملسکتا دیکہو یوحنا ۳ یسوع نے جواب دیکر اس سے کہا مین تجہے سچ سچ کہتا ہون
اگر کوئی سر نو پیدا نہ ہو تو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکہہ نہین سکتا (۴) نقودیموس نے اُس سے
کہا آدمی جب بوڑہا ہو گیا تو کیونکر پیدا ہو سکتا ہے کیا اسمین یہ طاقت ہے کہ دوبارہ اپنی ما کے
پیٹ مین در آئے اور پیدا ہووے (۵) یسوع نے جواب دیا کہ مین تجہے سچ سچ کہتا ہون کہ اگر
آدمی پانی اور روح سے پیدا نہووے تو وہ خدا کی بادشاہت مین داخل ہو نہین سکتا (۶) جو جسم سے
پیدا ہوا ہے جسم ہے اور جو روح سے پیدا ہوا ہے روح ہے (۷) تعجب نکر کہ مینے تجہے کہا کہ تمہین
سر نو پیدا ہونا ضرور ہے آخر ورس ۳۱ تک دیکہو اور اگر کہا جاوے کہ یہ مقولہ مریم کا یالیتنی الآیۃ
بسبب دردزہ کے واقع ہوا تہا اسلئے حضرت مریم نے یالیتنی آخر تک کہا تہا تو ہم اس بارہ مین
زیادہ تر بحث نہین کرتے مگر اس قدر کہے دیتے ہین کہ اصل معنے مخاض کے تمخض اور تحرک ولد کے
ہین جو شکم مین مادر کے اندر ہوتا ہے جیسا کہ تحرک دودہ کا بوقت بلونے دودہ کے ہوتا ہے
دیکہو کشاف اور کتب لغات کو ہان چونکہ مخاض مین دردزہ بہی واقع ہوا کرتا ہے اسلئے مخاض
دردزہ کو بہی کہتے ہین اور دردزہ کا کمی بیشی کے ساتہہ واقع ہونا مشاہدات مین سے ہے ہمنے
خاص اپنے ازواج کو دیکہا ہے کہ انکو دردزہ بہت ہی کم ہوا اور بچہ معاً پیدا ہو گیا یہ کچہہ ضروری
نہین کہ ہر ایک حاملہ کو ایسا ہی دردزہ واقع ہو جو وہ اپنی موت کیلئے دعا کرے خصوصاً مریم جیسی
پارسا عورت کیا وہ نہ جانتی تہی کہ بعد مرنیکے بہی اپنے اعمال کا حساب وکتاب دینا ہوگا ان غیراً

فخبراوان شرًا افشرًا اور صرف مرجانے سے خلاص من العذاب ہونا کب ضروری ہے
اسلئے مریم کا یہ کہنا کہ یالیتنی مت قبل ھذا و کنت نسیًا منسیًا صرف بوجہ حیا اور شرم
کے تہا اور چونکہ آن کو اپنی پاکدامنی کا علم حضوری تہا لہذا موت کی درخواست کی کیونکہ بحالت موت
تو اللہ تعالے کیطرف رجوع ہوگی جو لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون کا مضمون موجود ہے اور درصورت
زندہ رہنے کے طرح طرح سے تہمتیں زنا کی قوم کیطرف سے واقع ہونگی اور زنا یعنی رجم بہی کیا
جاویگا دیکہو احبار باب ۲۰ آیت ۱۰ وغیرہ کو اس لئے مریم نے اپنی موت کیلئے دعا کی اور اللہ تعالی
نے انکی تضرع وزاری پر رحم فرماکر حضرت عیسیٰ سے بصورت استہلال کے خارق عادت یہ مقولہ
صادر کرادیا کہ فناداھا من تحتہا ان لاتحزنی الآیہ اور من تحتہا سے مراد یہ ہے کہ حضرت
عیسیٰ جو پیدا ہوئے تو مریم کے پائین کیطرف تہے جیسا کہ وقت ولادت کے بچے ماکے پائین
ہی کیطرف واقع ہوتا ہے نہ سرانے کیطرف اور واضح ہو کہ یہیں وجوہ کہ حضرت عیسیٰ کے استہلال
میں ایسے کلمات بامعنی پیدا ہوئے جو ایک خرق عادت کے طور پر تہی مریم حد زنا سے بچ
گئیں ورنہ بحکم توریت کے حد رجم سے کیونکر بچ سکتی تہیں احبار ۲۰/۱۰ کہ مسئلہ رجم کا توریت
میں بڑے شد و مد سے بیان کیا گیا ہے اگر حضرت عیسیٰ کیطرف سے ایسا استہلال واقع نہ ہوتا
تو پہر قوم کیطرف سے ضرور بالضرور انکو رجم کیا جاتا اور حد رجم سے کبہی نہ بچتیں۔
وجہ دیگر تخصیص مریم اور ابن مریم کے ذکر کی اس حدیث میں یہ ہے کہ خود اناجیل میں جن کے
عیسائی ابرادان شاگرد مسیح کے معتقد ہیں آن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ قطع نظر
اپنے وقت ولادت کے اپنے زمانہ بعثت میں بہی مس شیطان سے محفوظ نہیں رہے چنانچہ چند
درس یہاں پر لکہے جاتے ہیں متی ۸/۴ پہر شیطان اسے ایک بڑے اونچے پہاڑ پر لیگیا اور دنیا کی
ساری بادشاہتیں اور اسکی شان و شوکت اسے دکہائیں (۹) اور اس سے کہا اگر تو گرکے مجہے
سجدہ کرے تو یہ سب کچہہ تجہے دونگا (۱۰) تب یسوع نے اسے کہا اے شیطان دور ہو کیونکہ
لکہا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور اس اکیلے کی بندگی کر متی ۸/۴ تا ۱۰ ومرقس ۱۲/۱ لوقا میں

بہی حسب تفصیل متی کے باب ۴ ورس ۵ سے تا ۸ یہ قصہ شیطان کے لئے پہونچنیکا حضرت عیسیٰ کو
لکہا ہوا ہے اِسلئے رسول مقبول صلعم نے عدم مس شیطان کے ذکر مین مریم اور ابن مریم
کا خاص طور پر ذکر کر کے بحکم آیت ومطہرک من الذین کفروا کے انکی تطہیر بیان فرمائی
ہے یہ ایک احسان عظیم الشان حضرت رسول مقبول صلعم کا حضرت مریم اور ابن مریم پر
اور نیز موجودہ نادان شاگردان مسیح کی گردن پر ہے جسکا شکریہ وہ ادا نہین کر سکتے
بلکہ حضرت مسیح موعود کا بہی اُن پر یہہ ایک بڑا احسان ہے کہ وہ ان دونون مطہرین کیلئے
نام منجانب اللہ مبعوث ہوئے اور ان کا نام نامی تمام دنیا مین روشن کر دیا سچ فرمایا ہے
شیخ نے سے ؎ نام نیک رفتگان ضائع مکن ۔ تا بماند نام نیکت یادگار ۔ اور اسی لئے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولنجعله آية للناس ورحمة منا وكان امرا مقضيا یعنی
اور تاکہ بنا دین ہم اوسکو تمام لوگون کے لئے اپنی قدرت کا ایک بڑا نشان اور اپنی رحمت
کا اوسکو ایک ذریعہ قرار دیوین اور یہہ امر ہمارے علم ازلی مین ایک فیصلہ قطعی تہا دیکہو مسیح موعود
کو آیت الہام بہی اسی لئے ہوئی ہے کیونکہ مریم اور ابن مریم اپنے وقت مین تو تمام اہلکتاب کے
لئے بموجب اُن کی کتابون کے کب نشان ہوئے تہے چند آدمی ہی اُن کے مرید ہو گئے
تہے اور باقی جملہ اہلکتاب یہود کیلئے ایک سخت ابتلا کے باعث تہی پہر کیونکر وہ آیة للناس
اور رحمة منا کے مصداق ہو سکتے تہے جسکو بڑی شد و مد سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ وکان امرا مقضیا مگر ہان اب بوساطت اس مسیح موعود کے تمام دُنیا کے آدمیون کے
لئے وہ ایک نشان عظیم الشان اور رحمة منا کے مصداق ہو گئے ہین کیونکہ اُن
دونون کے نام نامی پر جو مسیح موعود مبعوث ہوا ہے اُس کے ہزارون نشانات اور خوارق
عادات وکرامات اور معجزات کل دُنیا مین شائع ہو گئے اور لطف پر لطف یہ ہوا کہ ثبوت حقیت
کتاب اللہ اور نبوت محمدیہ کا بہی ذریعہ اس مسیح موعود کے بوجہ اکمل حاصل ہو گیا ؎
چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار ۔ یہان پر ہم پادری صاحبان سے بڑی جرأت کے

ساتھہ ایک استفسار کرتے ہین وہ یہ کہ بموجب اس قصہ شیطانی مندرجہ اناجیل کے آپ حضرت
عیسے کی نسبت کیا کہتے ہین آیا وہ مس شیطان سے محفوظ ہین یا ہمیشہ کو ملعون ہی رہین گے
بشق اول یہ بادشاہتین اور تمام شوکتین جو عیسائیون کو حاصل ہین یہ کیون حاصل ہوئین انکا حصول تو
سجدہ شیطانی بموجب اناجیل کے مبنی تہا اور اگر وہ مشرک نہین ہوئے تہے تو اقل درجہ بموجب
اناجیل کے تم مشرک ہو اور شیطان کو سجدہ کر رہے ہو اور بشق ثانی باوجودیکہ نادان عیسائی ایک
نبی کو ملعون قرار دے رہے ہین علاوہ توجیہ مذکورہ ہماری کے کونسی توجیہ انکی پاس موجود ہے
کہ حضرت عیسیٰ مس شیطان سے ہمیشہ کیلئے محفوظ رہے ہون اناجیل نے تو انکو ہمیشہ کیلئے
ملعون قرار دیدیا ہے نعوذ باللہ منہ **دیگر وجہ** تخصیص کی چونکہ بموجب عقاید عیسائیون کے
حضرت ابن مریم سولی پر چڑہا کر مقتول بہی کئے گئے ہین اور بموجب حکم توریت کے جو سولی پر قتل
کیا جاتا تہا یہود کے نزدیک وہ ملعون ہوتا تہا اور اسی لئے عیسائی بہی مجبور ہو کر یہ عقیدہ رکہتے
ہین کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ قتل صلیبی کے سبب تین روز ملعون رہے اور ملعون تو وہی ہوتا ہے جسمین
حصہ مس شیطان کا باکمل وجہ موجود ہو لہذا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی برات
اس حدیث مین تخصیص کر کے بیان فرمادی کہ اون مین وہ حصہ شیطان کا ہرگز نہین ہے جسکی وجہ
سے نعوذ باللہ وہ ملعون قرار دئے جاوین اسی لئے قرآن مجید نے بہی قتل صلیبی کی نفی بڑے شد
و مد سے بیان فرمادی ہے یہ ہے قرآن مجید کا ایک بڑا احسان اور اس حدیث کا بہی بڑا احسان
ہے آن پر مگر وہ اسکا بہی کفران کرتے ہین کہ عکس القضیہ کر کر اس حدیث سے الٹا الزام حضرت
سید المعصومین صلعم پر لگاتے ہین سے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ اور یہ بات بہی یاد
رکھنی چاہئے کہ جو فضیلت نسب کی ایک خصوصیت کے ساتھہ آنحضرت صلعم کو حاصل ہے وہ
حضرت عیسیٰ کو ہرگز حاصل نہین دیکہو شفائے قاضی عیاض وغیرہ کو عن ابن عباس رض فلما خلق
الله آدم القی ذلک النور فی صلبه فاهبطنی الله عز وجل الی الارض فی صلب آدم
وجعلنی فی صلب نوح ای بعد ما کان فی صلب شیث وادریس وقذف بی فی صلب

ابراهیم ای من صلب سام بن نوح ثم لم یزل الله ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ والارحام الطاھرۃ حتی اخرجنی من ابوی لم یلتقیا ای من آدم وحواء الی عبد اللہ وآمنۃ علی سفاح قط - ویشھد لصحۃ ھذا الخبر شعر العباس المشھور فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم شفای قاضی عیاض جلد اول صفحہ ۱۹۹ یعنی جبکہ اللہ تعالی نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو اس میرے نور کو حضرت آدم کی پشت میں رکھا جو زمین میں پیدا ہوئے اور بواسطہ سام بن نوح کے حضرت ابراہیم کی پشت میں ڈالا اور پھر اس طرح سے میرا نور اصلاب کریمہ اور ارحام طاہرہ میں منتقل ہوتا ہوا میرے والدین تک پہنچا۔ حضرت آدم اور حوا سے لیکر میرے والدین عبد اللہ اور آمنہ تک کسی پشت میں بغیر نکاح کے یہہ نور منتقل نہیں ہوا اسکے مقابلہ میں دیکھو حضرت عیسیٰ کے نسب نامہ کو کہ بموجب نسب نامہ مندرجہ انجیل کے ایسے ارحام طاہرہ اور اصلاب کریمہ کب ثابت ہیں بلکہ بموجب انجیل کے تفصیہ بالعکس معلوم ہوتا ہے اور اس شرف نسب آنحضرت صلعم میں حضرت عباس کے اشعار مشہور ہے جس سے اس حدیث کی صحت کی تائید ہوتی ہے پس اس حدیث سے ثابت ہے کہ آپ کی نسب شریف میں آپ سے لیکر حضرت آدم و حوا تک وہ استہلال مس شیطان سے واقع نہیں ہوا جو قبیح و مذموم ہے اور پھر اگر آپ کے خاندان عالیشان پر نظر ڈالی جاوے تو تمام شرافتوں خاندانی کا عطر مجموعہ ہے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید اب ہم اصل بحث کی طرف رجوع کرتے ہیں - اور چند ادلہ کتاب اللہ و سنت صحیحہ سے بھی تحریر کرتے ہیں جن سے ثابت ہو کہ مطلب حدیث کا وہی ہے جو ہم ترجمہ میں لکھ آئے ہیں قال اللہ تعالی انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا - ای پروردگار اگر تو ان کو ہلاک سے چھوڑ دیگا تو تیرے بندوں کو یہ گمراہی کرینگے اور جو اولاد ان سے پیدا ہوگی وہ بھی بدکار اور سخت کافر ہی ہوگی انتہی - اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد بنی آدم میں تخم والدین کا اثر ضرور پہنچتا ہے لہذا ایسی اولاد میں مس شیطان کا اثر ضرور ہی واقع ہونا

ے حضرت عباس آپ کے چچا کے اشعار شرح شفائے قاضی عیاض صفحہ ۳۶۲ و ۳۶۳ جلد اول میں لکھے ہوئے ہیں جسمیں شرح ملا علی قاری کی ہے -

بھی ثابت ہوا الولد سر لابیہ قضیہ مشہور ہے اور یہی معنی ہین اس آیت کے وشارکھم
فی الاموال والاولاد لہذا ایسے مولودون کا استہلال صارخا من مس الشیطان ہوگا۔

ایضًا قال اللہ تعالی ولا تطع کل حلاف مہین ہماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد
اثیم عتل بعد ذالک زنیم یعنے تم کسی ایسے شخص کی فرمانبرداری مت کرو جو بہت ہی
قسمین کہاتا رہتا ہے اور بعیزت اور حقیر ہے لوگون پر طعن وتشنیع کرتا رہتا ہے چغلیان کہاتا
رہتا ہے اچھے کامون سے روکتا ہے اور بندگی کی حدود سے تجاوز کر گیا ہے بدکار گنہگار
ہے اسکے بعد دنی الاصل بھی ہے پس ایسے ہی شریر مولودون کیلئے اس حدیث میں فرمایا
گیا ہے کہ بوقت ولادت کے ان سے ایسا استہلال صادر ہوتا ہے جو صارخا من مس الشیطان
کا مصداق ہووے کیونکہ کچھ نہ کچھ شیطانی حصہ انکی ولادت مین ضرور ملا ہوا ہوتا ہے
اور یہہ استہلال صریحی بطور ظن غالب کے انکی آیندہ شرارتون کی خبر دیتا ہے اس آیت
مین جو فرمایا گیا کہ من بعد ذلک زنیم حالانکہ بظاہر یہ فرمانا چاہئیے تہا کہ من قبل ذالک
زنیم کیونکہ ان صفات ذمیمہ کا موجود ہونا اسکے دنی الاصل ہونیکے وجہ سے ہی ہے
اگر وہ اصیل ونجیب الطرفین ہوتا تو ایسے صفات ذمیمہ اس سے کیون صادر ہوتین سو اضح
ہو کہ یہان پر بطور دلیل انی کے فرمایا گیا ہے کہ جب اس مکذب مین ایسے آثار شرارت کے
موجود ہین تو بعد وقوع ان آثار کے تم سمجھ لو کہ وہ دنی الاصل ہے کیونکہ آثار کے دیکہنے کے
بعد موثر کا وجود ذہن نشین ہو جاتا ہے اور جبکہ ایسے مولود مین یہ آثار شیطانی موجود ہین
تو استہلال بھی اسکا صارخا من مس الشیطان ہی ہے اور ایسے مولود لفظ زنیم
یعنے دنی الاصل کے مصداق ہین کیونکہ علت سے معلول کا وجود اور وجود معلول سے علت
کا وجود سمجہا جایا کرتا ہے پس یہ حصر اضافی ہے اور اسکی کلیت بہی اضافی ہے دیکھو کلیت اضافی کو
فرمایا اللہ تعالی نے انی وجدت امراۃ تملکھم واوتیت من کل شیء ولھا
عرش عظیم یعنی ملکہ بلقیس کو ہر ایک وہ شے دی گئی تہی جو ملک اور سلطنت کیلئے

ضروری ہوتی ہے ایضاً وعلمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء یعنی ہر ایک وہ شے
ہم کو دی گئی ہین جسکے بغیر ملک اور سلطنت عظیم الشان حاصل نہ ہو سکی ایضاً فرمایا اللہ تعالے
نے واتاکم مالم یوت احدا من العالمین جس سے مراد مخاطب کے زمانہ کے تمام عالمین
ہین یا جیسا کہ فرمایا ثم اجعل علی کل جبل منہن جزأ یعنے وہ سب پہاڑ جو مخاطب کے
سامنے موجود ہین یہ محاورہ لفظ کل کا جو بہ نسبت بعض اشیاء کے ہو نہ باضافت کل جہان
کی اشیاء کے کل زبانون مین مستعمل ہے متی ۳ ہم اور دیکھو سارا شہر یسوع کی ملاقات کو نکلا اور اسے
دیکھ کے اسکی منت کی کہ اسکی سرحدون سے باہر جاوے ظاہر ہے کہ یہ امر کب ممکن وقوعی ہے
کہ شہر مین کوئی متنفس باقی نہ رہا ہو اور سب کے سب یسوع کی ملاقات کو باہر نکل کھڑے ہوئے ہون
پس مراد یہ ہے کہ شہر کے جن لوگون نے یسوع کی ملاقات کرنی چاہی وہ سب نکل کھڑے ہوئے
اسی طرح یہان پر بھی کل وہ بنی آدم مراد ہین جو مامورین آلہی کے مکذب ہون کہ انکی ولادت مین
شیطان تصرف کیا کرتا ہے کما قال اللہ تعالی وشارکہم فی الاموال والاولاد اولاد مین شراکت
شیطان کی یہی ہے کہ اولاد اسباب محرمہ سے پیدا ہو یا دعوی نسب بلا سبب کیا جاوے
کہ اپنے باپ کو چھوڑ کے دوسرے کو اپنا باپ بنا لیا جاوے یا والدین یا دونون مین سے کوئی
ایک مرتکب شرک کا ہو وغیرہ وغیرہ — مریم اور ابن مریم سے مراد بموجب قول اکابر مفسرین مثل صاحب
کشاف وغیرہ کے کل وہ لوگ مراد ہین جو ان کے صفات حمیدہ کیساتھ متصف ہون چنانچہ
کشاف مین لکھا ہے واللہ اعلم بصحتہ فان صح فمعناہ ان کل مولود یطمع الشیطان
فی اغوائہ الا مریم وابنہا فانہما کانا معصومین وکذالک کل من کان فی صفتہما
لقولہ تعالی لاغوینہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین اور خود احادیث صحیح
بخاری سے ثابت ہی کہ اس امت کے ادنٰے ادنٰے لوگ بھی اس ضرر شیطانی سے محفوظ
ومصئون رہتے ہین عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لو ان احدہم اذا اراد ان یاتی اہلہ قال بسم اللہ اللہم جنبنا الشیطان

وجنب الشیطان ما رزقتنا فانہ ان یقدر بینہما ولد فی ذلک لم یضرہ الشیطان
ابدًا متفق علیہ یعنی جبکہ کوئی شخص اس آیت مین کا اپنے اہل کے پاس آنے کیوقت
کہے کہ مین اللہ تعالی کے نام کے ساتھہ اپنے اہل کے پاس آتا ہون یا اللہ تو ہمکو شیطان سے
بچائیو اور اس ملنے اہل سے جو اولاد تو ہمکو دیوے اوسکو بھی شیطان سے بچائیو تو اس دعا کی
برکت یہ ہوگی کہ اس آنی مین اگر کوئی فرزند مقدر ہوگا تو شیطان اس فرزند کو کبھی بھی ضرر نہین
پہنچا سکیگا۔ لفظ ابدًا سے ثابت ہے کہ جو شخص وقت مجامعت اپنی کے اگر اس دعا کو پڑہے گا اور
اس سے فرزند پیدا ہو تو اسکو شیطان نہ بوقت ولادت کے کوئی ضرر پہنچا سکیگا اور نہ اور کسی وقت
لہذا اس دعا کا پڑہنے والا اور اس کا فرزند ضرر شیطان سے محفوظ رہنے مین مریم اور ابن مریم کا
شریک ہے پس امت محمدیہ کا تو ہر ایک مومن مریم اور ابن مریم کا اس صفت مین شریک ہے کما قال
اللہ تعالی انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا وعلی ربہم یتوکلون انما سلطانہ علی
الذین یتولونہ والذین ہم بہ مشرکون یعنی شیطان کا ان لوگون پر کچھہ بھی زور نہین چلتا
ہے جو ایمان رکھتے ہین اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہین اسکا زور تو انہین پر چلتا ہے جو اسکو
دوست بناتے ہین اور خدا تعالی کے ساتھہ اوسکو شریک کرتے ہین۔ اس آیۃ سے بھی ثابت ہے
کہ مس شیطان سے وہی لوگ متضرر ہوتے ہین جو اولیاء الشیطان ہین نہ وہ لوگ جو مریم صفت
اور ابن مریم کی صفت ہین۔ مومنین امت احمدیہ کے لئے تو اللہ تعالی نے عدم مس شیطان کیلئے
قرآن مجید مین ایسے تعویذ نازل فرمائے ہین جو امم سالقہ مین بھی نازل نہین ہوئے تھے یعنی قرآن مجید
کے آخر مین دو سورتین جنکا نام معوذتین ہے نازل فرمائی ہین جو پہلی امتون پر نازل نہین
ہوئین تفسیر کشاف مین لکھا ہے عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد انزلت علی سورتان
ما انزل مثلہما وانک لن تقرء سورتین احب ولا ارضی عند اللہ منہما یعنی المعوذتین
یعنی البتہ تحقیق اتاری گئی ہین مجھپر ایسی دو سورتین جنکی مثل پہلے نہین اتاری گئین اور اللہ تعالی
کے نزدیک ان دونون سورتون کا تلاوت کرنا سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے وہ دو سورتین

معوذتین ہین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ۔ اور اگر شیطان جو انسان کا بڑا دشمن ہے کسی مومن کو مس کرنے کے لئے طواف کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالی نے اُسکے دفع کا ایسا علاج بتلا دیا ہے کہ پہر اسکو کوئی قابو مومن پر نہین ہو سکتا کما قال اللہ تعالی ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون یعنی متقی لوگون پر جب کبہی شیطانی خیال آپڑتا ہے تو وہ اللہ تعالی کو یاد کرنے لگتا ہے سو فوراً وہ اللہ تعالی کو دیکہنے لگتے ہین یعنے اللہ تعالی کا خوف اُن پر غالب ہو جاتا ہے پہر شیطان بھاگ جاتا ہے ۔ جس طرح پر والدہ مریم حنہ نے واسطے مریم اور اسکی ذریت کے دعا کی تہی کہ انی اعیذ ھابک وذریتھا من الشیطان الرجیم اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ اور حضرت علی کیلیئے بوقت تزویج دعا فرمائی ہے تفسیر مظہری مین لکہا ہے :۔

وقد صح ان رسول اللہ صلعم قال لفاطمۃ حین زوجہا علیاً اللھم انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم وکذا قال لعلیؓ حینئذٍ رواہ ابن حبان من حدیث انس یعنی جبکہ آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی کیساتہہ کیا تو آپ نے یہی دعا پڑہی اور حضرت علی کیواسطے بہی یہی دعا پڑہی کہ انی اعیذ ھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم اب اس دعا کا مقبول ہونا بھی دیکہہ لو کہ یہ دعا کیسی قبول ہوئی ہے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین تمام دنیا مین بصفت عصمت مشہور ہین اور آنحضرت صلعم کی ذریت انہین دونون کی ذریت کے ذریعہ سے تمام دنیا مین پہیلی ہوئی ہے باوجودیکہ ایک شیطان نے معہ اپنی جماعت کے جان توڑ کر کوششین کین کہ آنحضرت کی اس ذریت کا بالکل استیصال کر دیا جاے مگر وہ شیاطین اس مقصد مین کامیاب نہ ہوئے اور دعائے استعاذہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا اثر قبولیت تمام دنیا مین موجود اور مشہود ہے اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید اسی لئے اللہ تعالی نے مومنین اُمت محمدیہ کو حضرت مریم کے ساتہہ تشبیہ دی ہے کما قال اللہ تعالی ومریم ابنت عمران التی

احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربہا وکتبہ وکانت
من القانتین یعنی اللہ تعالی مومنون کی مثال مریم بنت عمران کی ساتھ بیان کرتا ہے جسنے
اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا پس اس حفاظت کے نتیجہ میں ہمنے اپنی طرف کی روح پھونکدی
اور اُس نے اپنے رب کی باتون کو اور اسکی کتابون کو سچا جانا اور وہ عبادت کرنیوالون مین
سے تھی انتہی - اس آیت سے ثابت ہے کہ جو مومن ان صفات مریمی کے ساتھ موصوف ہین
وہ مثل مریم ہی کے ہین ف بلکہ خود مریم مانند ایسے مومنون کے ہے کیونکہ لفظ قانتین کا جمع
مذکر سالم کا صیغہ ہے مذ مونث کا - پس اس لفظ مذکر مین اس طرف اشارہ ہے کہ سیاق کلام
مین تو مومنین مثل مریم کے ہین اور دوسرے اعتبار سے مریم مثل مومنین کے ہے کیونکہ وہ خود
قانتین مین شمار کی گئی اسلئے اللہ تعالی نے متعدد جگہ فرمایا ہے کہ ان ھذہ امتکم امۃ
واحدۃ اور جو لوگ اس اُمت کے اکابر مین سے ہین اون سے تو شیطان ایسا ڈرتا ہے
کہ جہان وہ ہوتے ہین وہان سے ہی شیطان بھاگ جاتا ہے چنانچہ خود صحیح مسلم مین حضرت
عمر رض کی نسبت حدیث مین وارد ہوا ہے کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا فجا الا سلک فجا غیر فجک رواہ مسلم
سراج وہاج صفحہ ۲۵۴ یعنی قسم ہے مجھکو اُس ذات پاک کی جسکی قبضہ قدرت مین میری جان ہے
کہ نہین ملا ہے شیطان تجھکو اُس راستہ کیطرف جسمین تم چلنے والے ہو مگر وہ بھاگ گیا ہے
اس دوسرے راستہ مین جو تمہارے راستہ کے غیر ہے - اور جبکہ خود اللہ تعالی نے اپنے
بعض مقربین کیلئے بوقت ولادت و بوقت موت اور بوقت بعث و نشر کے سلام پہنچایا ہے
تو پھر انکو شیطان سے ضرر کیونکر پہنچ سکتا ہے قال اللہ تعالی فی حق یحیی وسلام علیہ
یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا - اگرچہ انسان بحکم آیت وخلق الانسان
ضعیفا کے بہت ضعیف البنیان ہے لیکن جبکہ بسبب قوت ایمان کے اللہ تعالے
اسکا متولی اور کارساز ہو جاتا ہے تو پھر شیطان کا کید بمقابلہ کارسازی اللہ تعالی کے کچھ ضرر

نہین پہنچا سکتا کیونکہ اگر کسی ضعیف کا حامی اور متولی وہ قادر مطلق ہوجاوے تو پہر شیطان کا کید جو نہایت ضعیف ہی اور اُسکا کوئی حامی نہین کیا ضرر پہنچا سکتا ہے کما قال اللہ تعالی ان کید الشیطان کان ضعیفا یعنی بیشک شیطان کا فریب اُس مومن کیلئے جس کا متولی قادر مطلق ہے نہایت سست اور ضعیف ہی۔ اس حدیث کے معنی جو ہمنے مشرح اور مفصل کرکہ لکہے ہین اسی معنے کیطرف بڑی بڑے محققین علمائنے اشارہ کیا ہے چنانچہ فتح الباری مین لکہا ہے وحاصلہ یعنی حاصل الجواب انّ ذلك جعل علامة فی الابتداء علی من یتمکن من اغوائه واللّٰہ اعلم یعنی یہ استہلال بچہ کا صراخ کے ساتھ اللہ تعالی نے ایک علامت ابتدائی اس امر کی گردانی ہے کہ شیطان ایسے بچہ پر اپنے اغوا کیلئے قابو پالیویگا اور اللہ تعالے سب سے زیادہ داناتر ہے اس عبارت سے فتح الباری کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ استہلال صریخی مولود کا علامت ہی اس امر کی کہ شیطان بوقت مکلف ہونے مولود کے اس مولود پر قابو پالیویگا۔ سراج الوہاج مین لکہا ہے وھذا ابتداء تسلیطه یعنے یہ استہلال صریخی مولود کا ابتدائی علامت شیطان کے مسلط ہونیکی ہی یعنی بوقت مکلّف ہونے بچہ کے۔

تفسیر مظہری مین لکہا ہے وحصر عدم المس فی مریم وابنہا الثابت بالحدیث علی ھذا یکون حصرًا اضافیا بالنسبة الی الاعم الاغلب یعنی جو حصر اس حدیث مین مذکور ہے بدلیل مذکورہ بالا حصر اضافی ہے بہ نسبت اغلب کے انتہے۔ ہمنے یہ امر ثابت کردیا ہے کہ اگر حصر کو بعض الفاظ حدیث کی روسے تسلیم کیا جاوے تو وہ حصر بہ نسبت اُن مولودون کے ہی جو مکذبین حق ہوتے ہین۔ کشاف سے پہلے گذرچکا ہے جسکی عبارت یہ ہے وکذلك کل من کان فی صفتہما لقوله تعالی لاغوینہم اجمعین الا عبادك منہم المخلصین یعنی جو مومنین مریم اور ابن مریم کی صفات حمیدہ کے ساتہہ متصف ہون وہ بہی انہدونون کے حکم مین ہین اس واسطے کہ اللہ تعالے کا حکایتًا عن ابلیس فرمانا ہی میں اُن سب کو اغوا کرونگا مگر جو تیرے بندے مخلص ہین اُن پر میرا قابو نہین چلیگا۔ فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۳۳۸

مین لکہا ہے قال القرطبی هذا الطعن من الشیطان هو ابتداء التسلیط یعنی یہ طعن
شیطان کا بوقت ولادت مولود کے شیطان کے مسلط ہونیکی ابتدائی علامت ہے۔ ان
جملہ روایت سے تین امرون کا ثبوت ہوتا ہے جو اوپر ہمارے بیان مین ثابت کیئے گئے ہین
اول یہ کہ استہلال صریخی مولود کا ایک ابتدائی علامت ہے اسکی آیندہ شرارتون کی جو بوقت
مکلف ہونیکے اس سے سرزد ہون گے۔ دوسرے یہ کہ ما من مولود مین حصر اضافی
ہے جس کو ہمنے بیان کیا کہ یہ حصر بہ نسبت مکذبین مامورین الہی کے ہے تیسرے
یہ کہ مریم اور ابن مریم سے کل وہ لوگ مراد ہین جو ان دونون کی صفات حمیدہ کے ساتھ متصف ہون
اخیر کے دونون امر ایسے ہین کہ اگر مریم اور ابن مریم کو جو خاص ہین باسلوب مذکور عام لیا جاوے تب
بھی حصر اضافی ہوا جاتا ہے اور اگر ما من مولود کو جو عام ہے مخصوص بمکذبین کیا جاوے
تب بھی مریم اور ابن مریم مین تعمیم ہوئی جاتی ہے اور پھر بھی حصر اضافی ٹھیرتا ہے پس خواہ عام
کی تخصیص کرو یا خاص کی تعمیم کرو مطلب حدیث کا دونون طرح سے صاف اور واضح ہوجاتا
ہے اسلئے کسی نے تو ما من مولود عام کی تخصیص کردی ہے کہ حصر اضافی قرار دیا ہے اور کسی نے
مریم اور ابن مریم کی جو خاص ہین تعمیم کردی ہے اور دونون امر یعنی عام کی تخصیص یا خاص کی تعمیم
یہان پر ادلہ شرعیہ سے بخوبی ثابت ہے۔ عام کی تخصیص کیلئے تو یہ قاعدہ علم اصول مین مقرر
ہوچکا ہے کہ ما من عام الا وقد خص منه البعض اور خاص کی تعمیم کے لئے سجو ال
تفسیر کبیر ہم لکہہ چکے ہین کہ اطلاق اسم الشیء علی ما یشابهه فی اکثر خواصه
وصفاته جایز حسن پس یہ جملہ بیان مذکورہ بالا ہمارا انہین دو قاعدون پر متفرع ہے
جسکے ادلہ اوپر لکھے گئے اور اکابر علماء نے بھی اسکی شہادت دیدی واللہ اعلم بالصواب وعلمہ احکم
والیہ المآب۔ لفظ شیطان مین اہل لغت کا اختلاف ہے کہ اسکا مادہ کیا ہے بعض کہتے
ہین کہ نون اسکا اصلی ہے پس شیطان بروزن فیعال ہوا اور شطن اسکا اصل مادہ ہوا بمعنی شطن
کے خیر و صلاح سے دور ہونیکے ہین اسلئے جو شخص خیر و صلاح سے دور ہو اسکو بھی شیطان کہتے ہین

پس اسلیے انسانون پر بہی اسکا اطلاق آتا ہے جنہین مادہ خیر و صلاح کا نہ ہووے کما قال اللہ تعالے
واذا خلوا الی شیاطینہم اور بعض اہل لغت کا مذہب یہ ہے کہ نون اسمین زاید ہے شاط
بمعنے بطل سے مشتق ہے جس کے معنی باطل کے ہین اس معنی کی رو سے بہی اہل البطلان کو
شیطان کہہ سکتے ہین بہر حال جس شیطان کا ذکر قرآن مجید مین متعدد جگہ پر موجود ہے اور اس
حدیث مین بہی ذکر ہے وہ ایک روح خبیث ناری ایسی ہے کہ وہ تو ہمکو دیکھہ سکتا ہے اور ہم اوسکو
نہین دیکھہ سکتے جبتک کہ وہ کسی صورت جسمی کے ساتہہ متمثل نہ ہووے۔ بعض علماء نے تعریف جن
شیطانکی یہ لکہی ہے کہ وھو جسم ناری متشکل باشکال المختلفۃ کما قال اللہ تعالے
انہ یراکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم یعنے بیشک وہ شیطان اور اسکی ذریت
تم کو دیکہتی ہے اور تم کو وہ نظر نہین آتے۔ ناری مادہ ہونا اسکا اس آیت سے ظاہر ہے۔
خلقتنی من نار وخلقتہ من طین۔ چونکہ اس زمانہ اخیر مین دجالین نے بہی جو شیطان کے مظاہر ہین
شیطانی کام کر رہے ہین جو شیاطین سے بہی بڑہکر ہین لہذا ہم واسطے اجتناب کے ان مظاہر
شیاطین کا بیان کرنا بہی ضروری سمجہتے ہین تاکہ بذبوت انکی دجالیت کے ہر ایک اہل اسلام ان مظاہر شیاطین سے پرہیز کرے
اور اہم معنے دجال کے لغات معتبرہ سے لکہتے ہین تاکہ ناظرین کو معنے دجال مین وہ بصیرت حاصل ہو جائے
جس سے طرداً و عکساً حضرت اقدس کا صادق مسیح موعود ہونا ثابت کر سکین کیونکہ جبکہ اس زمانہ
مین دجال موعود کا موجود ہونا ثابت ہو جاویگا تو پہر جو شخص دعوے صادق مسیح موعود ہونے کا
نصوص قرآنیہ اور نشانات الہیہ سے کر رہا ہے اور اس دجال کو شکست دے رہا ہے
تو بالضرور وہی مسیح موعود ہے اور اگر مسیح موعود کا ثبوت ہو جاوے تو پہر جس قوم کو مسیح موعود
نے دجال قرار دیا ہے تو اسکی دجالیت کا ثبوت بہی ہو جاویگا۔ معنی طرد کے سیدہی طرف سے
چلنا اور معنی عکس کے دوسری طرف سے لوٹنا یعنی ثبوت مسیح موعود کا مستلزم ہے وجود دجال کو
اور وجود دجال موعود کا مستلزم ہے بعثت مسیح موعود کو اب دیکہو تاج العروس شرح قاموس مین
لکہا ہے ومنہ اشتقاق الدجال المسیح الکذاب لانہ یعم الارض کما ان الھناء یعم الجسد

یہ صفت دجال کی جو خاص لغت عرب نے بیان کی پادریان عیسائیان ہین موجود ہے دیکھو
تمام بسیط الارض پر یہی اقوام پہیلی ہوئی ہین پس انکی دجالیت کا ثبوت اسطرح لغت عرب سے ہوگیا۔
او ہو من دجل دجلا اذا کذب واخرق لانہ یدعی الربوبیۃ وہذا اعظم
الکذب یہ صفت بہی انہین موجود ہے کیونکہ صنایع اور بدایع اور کلٹ سازی وغیرہ جو
اس قوم نے جاری کئے ہین اسکا پتہ کسی پہلی قوم کی تاریخ مین نہین ملتا اور سماوات و
طبقات الارض کے متعلق وہ وہ فنون و علوم ایجاد کئے ہین جو گویا زبان حال سے
دعوی ربوبیت کا کر رہے ہین اور نیز حضرت عیسی کی الوہیت کے قایل ہین۔ وقیل
ہو من دجل الرجل اذا قطع نواحی الارض سیرا اطراف زمین مین کونسا ناحیہ باقی رہ گیا ہے
جسکو انہون نے قطع نہ کیا ہو چنانچہ اسمین لکہا ہے قال ابو العباس سمی دجالا لضربہ فی الارض
وقطعہ اکثر نواحیہا۔ ایضا او من دجل تدجیلا اذا غطی لانہ یغطی علی الناس بکفرہ او لانہ
یغطی الارض بکثرۃ جموعہ او لانہ یدجل الحق بالباطل ظاہر ہے کہ یہ صفات بہی ان اقوام
مین پائی جاتین ہین تمام آدمیون کو دنیا بھر کی ان اقوام نے اپنی کفر سے بہی ڈہک لیا ہے
اور انکی جماعتین اس قدر کثرت سے دنیا بہر مین پہیل رہی ہین کہ زمین کو بہی گویا ڈہک دیا ہے اور
حق کو اپنے باطل سے ڈہک دینا چاہتے ہین صیفت انکی امور دینیات مین خود ظاہر ہے۔ ایضا
اسمین ہے او من دجل اذا طلی بالذہب وکل شیء متوہۃ بماء الذہب فقد
دجلتہ سمی بہ لتمویہہ علی الناس بالباطل وتلبیسہ ملمع کرنا سونے اور چاندی کے
زیورون کا اور ظروف اور تمام ساز و سامان ملمع کو دیکہو تو اس تمویہ اور تلبیس کا نظارہ اس قوم مین ایسا
تمکو نظر آویگا کہ ازمنہ ماضیہ مین کوئی ایسا نظارہ کوئی تاریخ نہ بتا سکے گی۔ ایضا والصواب ان الدجال
بمعنے الذہب کشداد الی قولہ لان الکنوز تتبعہ حیث ذہب دیکہو سونا اور علاوہ اسکے
دنیا بہر کی چاندی انکے پیچہے پیچہے پہرتی ہے ایضا او من الدجالۃ بالتشدید ایضا
للرفقۃ العظیمۃ تغطی الارض بکثرۃ اہلہا وقیل ہے الرفقۃ تحمل المتاع للتجارۃ

۱۲ کما قال المسیح ... [illegible]

قال دجالۃ من اعظم الرفاق ⁘ دنیا کی ہر ایک شے کی تجارت کی ترقی جو اس قوم نے کی ہے اور تمام بسیط الارض مین جو انکی تجارت پھیل رہی ہے بتاؤ کہ دنیا بھر مین اور کونسی قوم کی کمپنیون کی تجارت جاری ہے اور نہ زمانہ ماضی مین کسی کمپنی یا قوم نے اس قدر ترقی تجارت مین کی ہے تاج العروس شرح قاموس سے یہ عبارات لکھی گئی ہین اور لسان العرب وغیرہ مین بھی اسی طرح پر لکھا ہے - اور صحاح جوہری مین لکھا ہے الدجال والدجالۃ الرفقۃ العظیمۃ قال الشاعر ؎ دجالۃ من اعظم الرفاق - انتہی صراح مین لکھا ہے دجال نام مسیح کذاب و گروہ بزرگ دجالۃ مثلہ غرض کہ لغت عرب کی کتابون مین خواہ چھوٹی ہون یا بڑی سب مین یہی لکھا ہوا ہے سبحان اللہ آنحضرت صلعم کو کیسا وسیع علم دیا گیا تھا کہ آپ نے جس گروہ کو اپنے کشف مین دجال سے نامزد فرمایا اس مین وہ تمام باتین اب پائی جاتی ہین جو لغت عرب مین لکھی ہوئی ہین جن کا خلاصہ یہ ہے تمام دینیات مین سراپا کذب اور افترا سے کام لینا - زمین و آسمان کے متعلق وہ علوم تحصیل کرنا جس سے دعوی ربوبیت معلوم ہو - تمام اطراف واکناف مین سیر کے سامان مہیا کر کے سیاحت کرنا اپنے دجل اور کفر سے حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر دینا - تمام اقوام دنیا سے انہین کی قوم مین عظیم الشان اور کثیر التعداد ہونا - صنائع بدائع اور تمام کامون دنیا مین ایسی زینت اور رونق دینا کہ اگر رانگ ہو تو چاندی معلوم ہونے لگتی ہے اور اگر پیتل تانبا ہے تو سونا معلوم ہونے لگتا ہے تمام خزانون دنیویہ کا ان کے پیچھے پیچھے پھرنا - دنیا بھر کی تجارتون کو اس قدر ترقی دینا کہ کوئی دوسری قوم ہرگز ہرگز انکی ہمسری نہین کر سکتی - تمام دنیا کے اسباب اور سامانون کو بذریعہ ریلون کے شرق سے غرب اور غرب سے شرق کو جنوب سے شمال کو اور شمال سے جنوب کو اٹھائے پھرنا و تلک عشرۃ کاملۃ - پس ثابت ہوا کہ ان اقوام پادریان عیسائیان کو دجال ہونے مین کسی طرح کا شک و شبہ نہین ہے پس اس ثبوت سے یہ ثابت ہوا کہ جو مسیح موعود صادق و مصدوق اپنے دعاوی کو ہزارون نشانات الٰہیہ سے ثابت کر رہا ہے وہ بھی ضرور بالضرور وہی سچا مسیح ہے جس کے بعثت کی خبر اس آخری زمانہ دجال مین تمام کتب آسمانی

نرے ہی سہے وہو المدعا۔ اور اگر طرداً لیا جاوے یعنی اول مسیح موعود کا ثبوت دیا جاوے جو ہمارے رسایل متعددہ مین لکھا گیا ہے تو پھر ان اقوام کے دجال ہونیکا ثبوت ہو جاویگا فثبت المدعا طرداً و عکساً و ہو المطلوب۔ اور حدیث مسلم نے جو تمیم داری سے مروی ہے اُس کے الفاظ اور مضمون سے ثابت کر دیا کہ یہی قوم عیسائیان گرجا دجال اکبر معہود ہین کیونکہ واقعات زمانہ کے اس مضمون مندرجہ حدیث کے بالکل مطابق ہین پس اس زمانہ مین شر شیطان سے صرف وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جو اس مسیح موعود کے قلعہ مین داخل ہو والا فلا

بیان ثبوت مسیح موعود کا انکی کتب متحدیانہ سے

واضح ہو کہ کتب متحدیانہ حضرت اقدس کی صرف بلحاظ فصاحت اور بلاغت ہی کے اعجاز نہین ہین بلکہ دیگر وجوہ اعجاز کے بھی اُن مین موجود ہین۔ خصوصاً اعجاز المسیح جسکا اعجاز ہم یہان پر بچند وجوہ لکھتے ہین۔ وجہ اول اعجاز المسیح چند پیشگوئیون کو مشتمل ہے جو پوری بھی ہو گئیں اول پیشگوئی ٹائیٹل پیج کے یعنے سر لوح پر موجود ہے اور وہ یہ ہے من قام للجواب وتنمر فسوف یری انه تندم وتذمر **پیشگوئی دوم** منعه مانع من السماء **پیشگوئی سوم** صفحہ ۵۴۔ من کان یظن انه فصیح وعنده کلام کانه یدر نام فلیأت بمثله والخمس علیه حرام وان اجتمع اٰباء هم وابناء هم واکفائهم وعلماءهم وحکمائهم وفقهائهم علی ان یأتوا بمثل هذا التفسیر فی هذا المدی القلیل الحقیر لایأتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض کالظهیر **پیشگوئی چہارم** صفحہ فانی دعوت لذالک وان دعائی مستجاب فلن یقدر علی جوابه کاتب لا شیخ ولا شاب **پیشگوئی پنجم** صفحہ ۵۰۔ وانه انا ولا فخر وان دعائی یذیب الصخر وان یومی هذا یوم الفتح ویوم الضیاء بعد اللیلة اللیلاء **پیشگوئی ششم** صفحہ ۵۵ الیوم خسر الذین کانوا یهذرون وغلت ایدیهم الی یوم یبعثون **پیشگوئی ہفتم** صفحہ ۶۳ فما کان

فی وسعتهم ان یبارزوا کابطال المضمار او یخرجوا من هذا السجن بنسو الخناق والاسوار وغیره وغیره - اور لطف یہ ہے کہ خود مہر علیشاہ صاحب نے اعجاز المسیح کے اعجاز پر مہر کر دی کیونکہ شاہ صاحب نے جو محمد حسن متوفی کے نوٹون کا سرقہ کیا تہا اور سیف چشتیائی سرقہ کر کر کتاب بنائی تہی تو وہ اردو مین ہی تصنیف فرمائی اور سرقہ نوٹون کا حال ناظرین کو معلوم ہو گیا جس سے بیچارے محمد حسن متوفی کی علم کی بہی پردہ دری ہو گئی اس سے ثابت ہوا کہ شاہ صاحب ان نوٹون کے عربی عبارت بنانے پر بہی قادر نہین ہوئے اب یہ اعجاز نہین تو اور کیا ہے ۔

سوال اللہ تعالی قرآن مجید کی نسبت متحدیانہ فرماتا ہے قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا اس آیت سے ثابت ہی کہ قرآن مجید کے مثل بنالانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بہی قادر نہین ہو سکتے ہین کیونکہ آنجناب بہی انس مین داخل ہین اور جبکہ حضرت مرزا صاحب کی کتابون میں اسی قسم کی تحدی موجود ہے تو وہ کتابین مرزا صاحب کی قرآن کے مثل ہو گئین لیکن قرآن مجید کی مثل ہونا تو نص قرآنی مذکورہ سے محض باطل ہے اس لئے مرزا صاحب کی کتابون کا معجزہ ہونا بہی باطل ہے - **الجواب** جو تحدی قرآن مجید نے فرمائی ہے حضرت اقدس مرزا صاحب اسی تحدی کی تائید مین ناصر اور تابع ہو کر ویسی ہی تحدی کر رہے ہین اور اسی کی تجدید مین یہ تحدی واقع ہو رہی ہے اور چونکہ یہ امر مسلم فریقین ہے کہ جو متبوع اور مقتدا مستجاب الدعوات ہو وہ ہمیشہ غالب ہی رہا کرتا ہے کما قال اللہ تعالی کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی لہذا اسکا تابع اور متبع بہی غالب ہی رہا کرتا ہے کما قال اللہ تعالی انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا ویوم یقوم الاشهاد ۲۴ ۱۱ اور جس طرح متبوع کاذب کے یار و مددگار اور خود ذلیل و خوار ہو جاتے ہین اسی طرح اسکے تابع کے یار و مددگار اور خود بہی بالآخر مغلوب اور ذلیل ہو جاتے ہین ولنعم ما قیل سے یار غالب شو کہ تا غالب شوی یار مغلوبان مشو تا ان اے غوی - آیت مذکور مین منصوص طور پر اللہ تعالی نے وعدہ فرمایا ہے

کہ جس طرح ہم رسولون کی نصرت کرتے ہین یا کرینگے اسی طرح پر اون کے متبعین مومنین کی
نصرت بھی دنیا اور آخرت مین کرتے رہینگے۔ مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ متبوع اور تابع سواء بسواء
برابر ہو جاوین۔ علیٰ ہذا القیاس اگر قرآن مجید بے مثل اور بے نظیر ہے اور اسکا یہ دعوے صادق
و مصدوق ہے کہ اسکے بنالانے پر کوئی بھی قادر نہین ہو سکتا مگر جو کوئی متبع قرآن مجید کا
اسی کی تائید اور نصرت میں اگر کوئی ایسی تفسیر منجانب اللہ لکھے اور منجانب اللہ یہ تحدی کرے کہ
کوئی مخالف مثل اس تفسیر کے کوئی تفسیر نہین بنا سکیگا تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ بہمہ وجوہ
مثل قرآن مجید کے بے نظیر ہو گی۔ مگر ہان چونکہ قرآن مجید بھی منجانب اللہ ہے اور وہ تفسیر بھی منجانب اللہ
لہذا ان کے خلاف مین یعنے دونون کے تابع و متبوع کے مقابلہ کرنے پر کوئی مخالف قادر نہین ہو سکتا
پس جبکہ تابع اور متبوع کا ایسا فرق بین موجود ہے کہ کسی عاقل پر پوشیدہ نہین رہ سکتا علیٰ ہذا
القیاس قرآن مجید اور اسکی تفسیر مین جو منجانب اللہ متحدیانہ ہو فرق ظاہر ہے اس مضمون کو
ہم اور واضح کر کے کہتے ہین کہ اول اور اصل مین تو آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہین جو متبوع اور
مقتدائے کل ہین اور آخر مین ان کے تابع اور خادم مسیح موعود حضرت غلام احمد ہین جو بسبب
ان کے خادم اور غلام ہونیکے وہ بھی اس زمانہ میں متبوع اور مقتدائے کل ہین فتبارک من علم و تعلم
علیٰ ہذا القیاس کلام اللہ جو آنحضرت صلعم کے مبارک لبون سے جاری ہوا ہے وہ تو اول
اور اصل امام اور مقتدا ہے کل کلامون کا اور آخر مین اسی کی تائید مین منجانب اللہ مسیح موعود حضرت
غلام احمد کے قلم سے اعجاز المسیح وغیرہ متحدیانہ رسائل شایع ہوئے ہین تو جیسا فرق احمد صلی اللہ
علیہ وسلم اور احمد ثانی غلام احمد مین ہے ویسا ہی فرق دونون کی کلامون مین ہے کہ اول تو اصل
ہے اور ثانی اسکا ظل اور بروز ہے یعنی اول مخدوم ہے اور دوسرا خادم مگر بحکم اس کے کہ
ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد جو قضیہ مسلمہ ہے بسبب خادم ہونیکے وہ بھی مخدوم اس زمانہ کا ہو گیا ہے
مخدوم نے تو منجانب اللہ خود تحدی کی اور خادم نے اپنے مخدوم کی حمایت و نصرت مین منجانب اللہ تحدی کی
پس درمیان دونون تحدیون کے ظاہر مین فرق بھی ہو گیا مگر در اصل دونون تحدیان تحدی ہی

ہین کیونکہ یہ مسئلہ باتفاق اہلسنت کے معتزلہ کو علیحدہ کر کر متفق علیہا ہے کہ کرامات الاولیا حق اور اگر آپ معتزلہ یا نیچریون مین سے ہین تو پھر فرمائیے کہ اتباع انبیاء علیہم السلام سے امت کو کیا نتیجہ حاصل ہوا حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم وغیرہ من الآیات جبکہ ہموجب اس نص صریح کے متبع رسول کریم صلعم کا محبوب الٰہی ہوجاتا ہے تو اگر اس محبوب الٰہی کو بمقابلہ مخالفین کے غلبہ تامہ حاصل نہ ہووے تو اس محبت الٰہی سے کیا فایدہ حاصل ہوا اور پھر اس متبع کامل کا محبوب الٰہی ہونا کیونکر ثابت ہوگا پس جس طرح معجزہ سے نبی کی نبوت کا ثبوت ملجاتا ہے اسیطرح پر ولی کے خوارق عادات سے اسکی ولایت کا ثبوت ہوجاتا ہے اگرچہ علماء متکلمین کرامت کا نام معجزہ نہین رکھتے معہذا یہ مذہب تو انکا بالضرور ہے کہ کرامت ولی کی معجزہ نبی متبوع کا بھی ہوتا ہے تو اسی لحاظ سے ہم کرامات مسیح موعود کو معجزہ ہی کہتے ہین بات تو ایک ہی ہے مگر صرف نزاع لفظی ہے۔[٥] الحاصل منشا آیت مندرجہ سوال کا یہ ہے کہ کوئی مخالف اسلام کا قرآن کے مثل بنالانے پر ہرگز ہرگز قادر نہ ہوسکیگا نہ یہ کہ قرآن مجید کی تائید اور نصرت مین بھی کوئی متبع مومن کامل ایسا کلام منجانب اللہ نہین لاسکتا جس کے مقابلہ پر کوئی قادر نہ ہوسکے اور جو الہامات صادقہ اور مصدوقہ منجانب اللہ ہوتے ہین وہ تو انہین کلمات اللہ مین داخل ہین جنکی نسبت ارشاد ہے کہ لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ اگر ان کلمات اللہ مندرجہ آیت سے صرف کلمات قرآن مجید ہی کے مراد ہون اور وہ الہامات و کلمات مراد نہ ہون جو قرآن مجید کی تائید و نصرت مین اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامورین الٰہی پر منجملہ ان کلمات اللہ کے نازل ہوتے رہتے ہین تو پھر قرآن مجید کے کلمات کا غیر محدود ہونا لازم آویگا حالانکہ کلمات قرآن مجید کے محدود ہین پس جبکہ الہامات صادقہ مصدوقہ منجملہ انہین کلمات اللہ کے ہوئے تو انکا بے مثل ہونا بھی ضروری ہوا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہین پس کتاب اعجاز المسیح کا اعجاز نصوص بینہ سے ثابت ہوا۔ بعض مخالفین نام کے

[٥] یہ جواب بمصیب مسلک مخالفین کے ہے ورنہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو وہ نبوت طفیلی حاصل ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور رسول کے مطیعون کیلئے فرمایا ہے کہ من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین [illegible]

علماء نے جو حضرت اقدس کی کتب متحدیانہ یا الہامات عربیہ پر اپنی نادانی سے اعتراضات بیجا کئے ہین
جن سے انکی علم کی پردہ دری ہوتی ہے ان کے جوابہائے شافی اور دندان شکن ہمنے رسالہ صیانۃ
الناس عن وسواس الخناس مین مندرج کر دئیے ہین مگر وہ رسالہ (جو مدت مدید سے تصنیف و تالیف کیا
ہوا پڑا ہوا ہے) ابہی تک طبع نہین ہوا انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب شائع ہوگا لیکن چونکہ یہ رسالہ بڑا ہے اسلئے ہم یہان پر
اسکا اختصار بہی نہین کر سکتے مگر بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے اُسکے دیباچہ مین جو تمہید اور مقدمات
اربعہ لکھے گئے ہین ہم انکی نقل باختصار دیتے ہین تاکہ اہل علم ناقد بصیر کو مجملاً اُن اعتراضون کے جوابات کیطرف
کسی قدر انتقال ذہن کا ہو جائے اعجاز المسیح و غیرہ متحدیانہ جو بمقابلہ مہر علیشاہ و غیرہ کے لکہے گئے ہین اُنکی
نسبت گذارش ہے اوّلاً ناظرین پر واضح ہو کہ یہ قصہ طشت از بام اُفتادہ ہوگیا ہے کہ کتاب اعجاز المسیح
پر وہ نوٹ جو سیف چشتیائی مین لکہے ہوئے ہین انکو مولوی محمد حسن صاحب نے جنہون نے حاشیہ اعجاز المسیح پر
تحریر کیا تہا ابہی تک ان نوٹون کو بطور رسالہ کے مولوی صاحب متوفی ترتیب دینے نہین پائے تہے جو فوت
ہوگئے اور حضرت مسیح موعود کا یہ الہام جو اعجاز المسیح کے سرلوح پر لکہا ہوا ہے وہ پورا ہوا ہو منعہ مانع من السماء
و نمّت فسوف یری انہ تندم و تذمّ - بعد فوت اُنکے وہ نوٹ جناب مہر علیشاہ صاحب کو کسیطرح
ملگئے شاہ صاحب نے اُن نوٹون کو سیف چشتیائی مین بعینہا داخل کر لیا مگر شاہ صاحب نے اس جزو اعظم مین اپنے
علم و عقل سے کچھہ کام نہین لیا کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ اگر متوفی مذکور حیات مستعار مین کچہہ اور مہلت دی جاتی
تو نہین معلوم کہ نظر ثانی مین وہ اپنے ان نوٹون مین کس کس جگہ پر تغیر و تبدل کرتے یا کہان کہان محو و اثبات
عمل مین لاتے مگر شاہ صاحب نے اس امر مین کچہہ بہی غور نہ فرمایا اور اس تمام رطب و یابس کو غنیمت بارد
تصور فرما کر سیف چشتیائی مین بعینہا تقلیداً داخل فرما دیا جس تقلید سے شاہ صاحب کا تبحر علمی بہی کہ
دمہ پر واضح ہو گیا کیا اچہا کہا ہے ملائے روم نے ع زانکہ تقلید آفت ہر نکوسیت - کہ بود تقلید اگر
کوہ قویست - اس تبحر علمی کے ظہور سے شاہ صاحب پر الہام انی مہین من اراد اہانتک بہی پورا
ہوا علاوہ اس پر یہ کہ اُن نوٹون کو اگر اپنی عربی عبارت مین بہی تحریر فرماتے تو شاید عوام پر وہ تبحر علمی ظاہر
نہ ہوتا مگر شاہ صاحب نے یہان پر بہی اپنے علم سے کچہہ کام نہ لیا اپنی عبارت منتظمہ بہی زبان اُردو مین

لہ یعنے جو شخص اس کتاب کے جواب دینے کیلئے کہڑا ہوگا اور دلیری دکہلاویگا وہ انجام کار کو نام ہوگا اور جواب کے فوت ہو جانیپر
افسوس کریگا ۱۲ اسکے تحقیق مین اہانت کرنیوالا ہون اس شخص کا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے ۱۲ منہ

یہی العجب کہ کتاب متحدیانہ اعجاز المسیح تو عربی مبین اور اسکا جواب اردو مین ہے ببین تفاوت رہ از کجاست
تا بکجا ناظرین غور فرماوین کہ اسکا نام تبحر علمی ہے یا ڈوب جانا۔ ایہا الناظرون یہ ہے حقیقت اور وقعت
اُن اعتراضون کی جو متعلق علم ادب کے اعجاز المسیح پر کیئے گئے ہین اب ہم تابیًا یہانپر چند مقدمات مسلمہ
ادبا ادب کے برائے معلمنے بغیر حوالہ کتب اسیہ لکھے دیتے ہین جن سے ناظرین کو ان اعتراضون کے جواب
مین کسیقدر بصیرت حاصل ہو جاوے **مقدمہ اولے** ادیب بلیغ خصوصًا ملہم ربانی جو زبان
عربی مین دسترس تصرف کا رکھتا ہو وہ کسی نحوی سیبویہ یا فراء وغیرہ کا مقلد نہین ہو سکتا دیکھو قرآن مجید کو
کہ بعض جگہ پر کوئی کلام خلاف قواعد علم نحو و صرف کے کم ظرفون کے نزدیک معلوم ہوتا ہے
لیکن تفحص تام سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہی کلام فصیح اور بلیغ ہے نہ وہ کلام جو موافق ہے
اُن قواعد نحو کے جنکو انسان ضعیف البنیان نے بنایا ہے اسکے چند نظایر انشاء اللہ تعالی اس رسالہ
مین آوینگے **مقدمہ ثانیہ** اہل لغت کا فرض منصبی اس قدر ہے کہ جتنے الوسع عرب
کے منطوقات کو جس جس معنے مین مستعمل ہوئے ہین نقل کر دیوین لیکن اس صیغہ کے تمام مشتقات اور
جملہ ابواب ثلاثی مزید وغیرہ کا بیان کر دینا اونکا فرض منصبی نہین ہے یہ کام صرفی کا ہے خصوصًا
چھوٹی چھوٹی کتابون لغت مثل صراح وغیرہ نے اس کا احاطہ نہین کیا تنگ ظرف لوگ جب کسی
کلمہ کو صراح یا قاموس وغیرہ مین نہین پاتے تو جھٹ پٹ اعتراض کر بیٹھتے ہین جب اونکو کتب
معتبرہ ضخیمہ سے وہ کلمہ یا محاورہ دکھا دیا جاتا ہے تو شرمندہ ہو جاتے ہین اسکے نظائر بھی انشاء اللہ
آوینگے **مقدمہ سوم** کلمہ فصیح اور غیر فصیح کی معرفت کیلئے معرفت اقسام مطرد اور شاذ کی بھی
ضروری ہے جسکی چہار قسمین ہین۔ دو مقبول ہین اور دو غیر مقبول[1] دو مقبول یہ ہین قسم اول مطرد
کی وہ ہے جو موافق قیاس کے بہی ہو اور استعمال کے بہی موافق ہو اسکی مثالین ظاہر ہین قسم دوم قیاس
کے رو سے شاذ اور استعمال مین مطرد ہو جیساکہ وَذَرَ یَذَرُ اور وَدَعَ یَدَعُ چونکہ اُن کے
مضارع مین واو کا حذف ہو جانا خلاف قاعدہ ہے اسلئے بایں معنے شاذ ہوئے لیکن استعمال
مین تمام فصحا اور بلغا کے مضارع انکا بحذف واو ہی مستعمل ہوا ہے معنی دونون کے ترک کرنیکے ہین

ف۔ یعنی اصطلاحاتِ ادب ۱۲ منہ

[1] دو غیر مقبول یہ ہین ایک تو قیاس کے بہی خلاف اور استعمال کے بہی خلاف اور دوم قیاس کے موافق استعمال فصحا کے خلاف یہ دونون غیر مقبول ہین ۱۲ منہ

نکتہ قابل یادداشت کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اتدعون بعلاً وتذرون احسن الخالقین یعنے کیا تم بعل بت کو پوجتے ہو اور اللہ کو چھوڑتے ہو جو سب سے بہتر پیدا کرنیوالا ہے۔ اگر اس آیۃ میں یہ کہا جاوے کہ بجائے تذرون کے تدعون ہوتا تو بسبب موجود ہو جانے صنعت مجانست کے زیادہ تر فصاحت اور بلاغت پیدا ہو جاتی اور پھر آیت اس طرح پر ہوتی کہ اتدعون بعلاً وتدعون احسن الخالقین جسمین صنعت مجانست کی بھی موجود ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ تذرون و تدعون ہر دو بمعنی ترک کرنے کے ہین مگر دونون صیغون مین بڑا فرق ہے وہ یہ کہ تدعون کے مخاطب وہ لوگ ہوتے ہین جنہون نے کسی شے کو قبل حصول علم اس شے کے ترک کیا ہو اور تذرون کے مخاطب وہ لوگ ہوتے ہین جنہون نے کسی شے کو بعد حصول علم اس شے کے ترک کر دیا ہو پس چونکہ مخاطبین آیت مذکورہ نے بتون کو اپنا معبود قرار دے لیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو باوجود علم اس امر کے کہ وہی اللہ ہمارا اور ہمارے باپ دادون کا رب ہے اسکی عبادت خاصہ کو ترک کیا اس لیئے اُن کے خطاب مین تذرون ہی ضرور تھا ورنہ در صورت تدعون ہونیکے کلمہ کا استعمال محض بیمحل ہو جاتا اس جگہ سے کسقدر وسعت علم قرآن مجید کا اور آنحضرت صلعم کی جانی جاتی ہے دیکھو کتب لغت کو

مقدمہ چہارم جس محاورہ یا لغت کو بعض فصحاء عرب نے استعمال نہین کیا اُس کا غلط یا خطا ہونا ضروری نہین کیونکہ لغت عرب کا نہایت وسیع لغت ہے ایک معنی کیلئے کثرت سے صدہا الفاظ موجود ہین مثلاً قرآن مجید مین بہت سے لغات یا محاورات استعمال نہین فرمائے گئے اور احادیث مین وہ محاورات یا لغات موجود ہین حالانکہ آنحضرت صلعم کا کلام بھی انتہا درجہ کا فصیح اور بلیغ ہے انا افصح من نطق بالضاد و اوتیت جوامع الکلم اور یہی وسعت لغت عرب کی ایک سبب اس امر کا ہے کہ علاوہ قرأت متواترہ کے قرأت غیر متواترہ بھی جو بمنزلہ احادیث صحیحہ کے ہین قرآن مجید مین وارد ہوئے ہین مخالفین کو یہ نکتہ معلوم نہین اسلئے وے اُن صلات یا محاورات پر جو قرآن مجید مین نہین آئے باوجودیکہ احادیث صحاح مین موجود ہین حضرت مسیح موعود کے کلام پر اعتراض کر بیٹھتے ہین اور بالآخر نادم ہوتے ہین۔ ہم بحث کیطرف رجوع کرتے ہین۔ سوال جبکہ شیطان کا خیال ہے

سوال جبکہ شیطان کا یہ حال ہو جو صحیح بخاری میں ہے کہ ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم تو پھر کوئی انسان مس شیطان سے کیونکر بچ سکتا ہے نبی ہو یا غیر نبی **الجواب** واضح ہو کہ لفظ شیطان کا اطلاق بہت وسیع معنوں پر ہوتا ہے جن انسانوں پر قوائے بہیمیہ وغضبیہ جو مرکب شیطان کے ہیں غالب ہوتے ہیں ان کو بھی شیطان کہا گیا ہے۔ واذا خلوا الی شیاطینہم ایضا وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن شیاطین کا لفظ بمعنی حیات یعنی سانپوں کے بھی آتا ہے طلعہا کانہ رءوس الشیاطین اور احادیث صحیحہ میں لفظ شیاطین بہت کثرت کیساتھ ان اشیاء پر جو کہ انسان کو ایذا پہنچاتی ہیں استعمال فرمایا گیا ہے الاسود البہیم من الکلب شیطان حشرات خزندہ وگزندہ کو بھی شیطان فرمایا گیا ہے چنانچہ احادیث میں موجود ہے کہ زمین کے سوراخ میں پیشاب نہ کرو کہ اسمیں شیطان رہتے ہیں یعنے بچھو سانپ وغیرہ غضب اور غضبیہ کو بھی شیطان فرمایا گیا ہے مرکبۃ شیطانہ ای غضبیہ دیکھو شروح حدیث اور تفاسیر اور کتب لغات کو پس اس حدیث میں مراد شیطان سے قوائے بہیمیہ اور غضبیہ ہیں جو انسان کو شہوات مہلکہ موذیہ میں پھنساتی ہیں اور طرح طرح کے وساوس اس کے دل میں پیدا کرتی ہیں اور اسمیں کیا شک ہے کہ یہ جملہ قوائے شہوانی وغضبی انسان کے جسم کے خون میں جاری ہیں اور چونکہ یہ قوائے شیطان کا مرکب ہیں پس اس لئے فرمایا گیا کہ شیطان انسان کے جسم میں بجائے خون کے جاری ہوتا ہے یا خود انہیں قوائے کو شیطان فرمایا گیا ہے اور النساء حبائل الشیطان اسی سبب کے لئے فرمایا کہ وہ باعث شیطانی کاموں کے ہوجاتی ہیں پس اس مس شیطان سے تو کوئی بشر خالی ہی نہیں ہے اور اگر کسی انسان کو اس سے خالی مانا جاوے تو پھر انسان احکام تکلیفی کیساتھ مکلف کیونکر ہوگا کیونکہ پھر مثل ملائکہ کے انقیاد اوامر الٰہی کا انسان کے فطرت میں داخل ہوگا۔ انسان کو جو فضیلت دی گئی ہے وہ تو اسی وجہ سے ہے کہ باوجود موجود ہونے ان قوائے غضبیہ وشہویہ کے اللہ تعالیٰ کے احکام کا فرمانبردار

اونکا فساد رہے اور اپنے ان اقوے کو طوعًا و کرہًا تابع شرع اسلام اور عقل کلی انسانی کے کر دیوے
ہاں البتہ اوایل میں جو نفس کی امارگی ہوتی ہے اور وہ مجاہدات سے کچھ کچھ کھوئی جاتی
ہے تب دوسرے نمبر پر نفس لوامہ پیدا ہوجاتا ہے اور پھر تیسرے نمبر پر مجاہدات کے
کرنے سے نفس مطمئنہ حاصل ہوجاتا ہے۔ اور پھر انسان بعد ان مجاہدات کے مصداق
ان عبادی لیس لک علیہم سلطان کا ہوجاتا ہے اگر انسان ان قوٰے غضبیہ و شہویہ سے
بالکل معترا ہوتا تو پھر اسکو مجاہدات کے کرنے کی کیا ضرورت ہوتی اور پھر ثواب اوسکو
کس مجاہدہ کا اللہ تعالیٰ کی جناب سے حاصل ہوتا اس لئے فرمایا گیا ہے کہ اذا مسّہم طائف
من الشیطان تذکروا فاذاہم مبصرون[1] - اور ایسے لوگوں کیلئے بطور استثنار
کے ارشاد ہوا ہے کہ لاغوینہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین[2] وان عبادی
لیس لک علیہم سلطان یعنی بیشک میرے بندے جو خالص ہیں اُن پر تیرا غلبہ نہیں ہونیکا
الحاصل شیطان بذریعہ قوائے غضبیہ و شہویہ کے جو اسکا مرکب ہیں اپنے وساوس کیساتھ
انسان کے ہر ایک رگ و پے میں جاری ہے یا وہ خود قوائے غضبیہ و شہویہ جو انسان کے
بدن میں خون کے ساتھ جاری ہیں شیطان ہیں۔ نیچریوں نے جو شیاطین الجن کا انکار کیا ہے
اور شیاطین الجن کو شیاطین الانس ہی میں منحصر کر دیا ہے اونہوں نے سخت نادانی
کی ہے جس سے اُن کی جہالت آجکل کی تحقیقات علمیہ سے ہی کالشمس فی النہار ظاہر ہوتی ہے
کما ثبت فی محلہٖ ۔

کتبہ السیّد محمد احسن امروہوی

---

[1] یعنی متقیوں کو چھوتا ہے کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے تو وہ سمجھ جاتے ہیں پس ناگہاں وہ دیکھنے لگتے ہیں - ۱۲

[2] البتہ بہکاتا ہوں گا میں اُن سب کو مگر جو تیرے بندے خالص کئے گئے ہیں۔